Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ.............. 25 روپے

سالانہ.............. 300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....تشدُّد پرستی وسانحہ تعلیمُ القرآن ....مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط۱۱۱)...... ایمان کے بعد یا مومنوں سے قتال کی ممانعت ....// // ۵

درسِ حدیث ....استعمال شدہ پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کا حکم..........// // ۱۳

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

جنت کے قرآنی مناظر (جنت اور اس کی بہاریں: قسط۱۶)............................مفتی محمد امجد حسین ۲۶

ٹھٹھ کے کوہ ودمن میں (قسط۲)...محمد امجد حسین ۳۱

ماہِ ذی الحجہ: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات....................مولانا طارق محمود ۳۷

علم کے مینار: .... امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (قسط۲).........مولانا محمد ناصر ۳۹

تذکرۂ اولیاء: ....قدیم ٹھٹھ کے اولیاء وصوفیاء........مفتی محمد امجد حسین ۴۵

پیارے بچو! ....نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی...........مولانا محمد ناصر ۵۳

بزمِ خواتین ....شکر ادا کرنا........................مفتی محمد یونس ۵۶

آپ کے دینی مسائل کا حل... راستہ کے پانی اور کیچڑ کے پاک یا ناپاک ہونے کا حکم...ادارہ ۶۰

کیا آپ جانتے ہیں؟... طعام ولباس وغیرہ میں کھود کرید وتعمُّق مناسب نہیں... مفتی محمد رضوان ۷۳

عبرت کدہ .... حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۴۲)...............ابوجویریہ ۷۹

طب وصحت...............حجامہ یا سینگی لگوانا (ساتویں وآخری قسط)..........مفتی محمد رضوان ۸۲

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز.................مولانا محمد امجد حسین ۹۳

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں............حافظ غلام بلال ۹۴

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075330

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ مفتی محمد رضوان

تشدُّد پرستی وسانحہ تعلیمُ القرآن ?

وطنِ عزیز کو ایک مدت سے انتہاء پسندی وتشدد پرستی اور فرقہ واریت جیسے مسائل کا سامنا ہے، جس کے نتیجہ میں دنیا وآخرت کے اعتبار سے مختلف نقصانات سامنے آرہے ہیں، اور وطنِ عزیز کے امن وامان کی فضا متاثر ہونے کے ساتھ، معاشی اعتبار سے بھی غیر معمولی نقصان پہنچ رہا ہے۔

اسی وجہ سے ایک مدت سے، مساجد، مدارس، دینی مراکز تک محفوظ نہیں رہے، اور ان مبارک مقامات پر بھی تشدد پرستی اور دہشت گردی کے المناک ودردناک واقعات رونما ہونے لگے ہیں۔

ابھی حال ہی میں دس محرم الحرام ۱۴۳۵ھ بروز جمعہ کو راولپنڈی شہر بلکہ ملک کے عظیم دینی ادارہ ومدرسہ، دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار، میں تشدد پرستی اور دہشت گردی کا انتہائی دردناک والمناک سانحہ پیش آیا، جس میں سینکڑوں معصوم افراد زخمی یا شہید ہوئے۔

اور دہشت گردی، ظلم وسفاکیت بلکہ بربریت کا ارتکاب کرنے والوں نے نہ نمازیوں کا خیال کیا، نہ مسجد کے احترام کو ملحوظ رکھا، نہ معصوم بچوں اور دینی طلبہ کی پرواہ کی، اور نہ ہی دس محرم الحرام اور جمعۃ المبارک کے معظم ومحترم اور مقدس دن کی رعایت کی۔

اس عظیم سانحہ کے رونما ہونے کے بعد دوروز تک راولپنڈی شہر میں کرفیو نافذ رہا۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے پڑوسی، وسیع تر ملک ہندوستان بلکہ دیگر کئی ممالک میں بھی سنیوں کے علاوہ شیعہ فرقہ کے لوگ آباد ہیں، اور دس محرم کو وہاں بھی مختلف علاقوں میں شیعوں کے جلوس نکلتے ہیں، مگر اس طرح دہشت گردی کے المناک ودردناک واقعات وہاں بھی رونما نہیں ہوتے۔

غور کرنے سے اس کی بنیادی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے یہاں انتہاء پسندی وتشدد پرستی کا رجحان روز بروز کچھ زیادہ ہی بڑھ رہا ہے، اور صبر وتحمل اور برداشت کی بہت زیادہ کمی پائی جاتی ہے۔

اور بلا امتیاز تمام فرقوں اور مسلکوں میں انتہاء پسند اور تشدد پرست افراد کا کم وبیش مقدار وانداز میں وجود پایا

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075330

جاتا ہے۔

انتہاء پسندی وتشدد پرستی کا زیادہ تر تعلق زبان اور ہاتھ کے ساتھ ہے، اسی لئے احادیث میں کامل مسلمان اس کو قرار دیا گیا ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ سلامت رہیں۔

نیز ہاتھوں کے ذریعہ دوسرے پر زیادتی کرنے کا اہم سبب زبان ہے کہ ایک طرف سے زبان یا اس کے ترجمان، قلم کے ذریعہ سے کوئی غصہ بڑھکانے والی بات کی جاتی ہے، جس کے نتیجہ میں دوسرے کو پلٹ کر ہاتھ سے جوابی کاروائی کرنے کا جذبہ وداعیہ پیدا ہوتا ہے، اور سلسلہ طول پکڑتا ہے۔

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ زبان اور ہاتھ سے متعلق شریعتِ مطہرہ کی جو ہدایات وتعلیمات ہیں، ان پر کاربند ہوا جائے، اور انتہاء پسندی وتشدد پرستی پر مبنی تقریر وتحریر سے پرہیز کیا جائے، جس سے دوسروں کے جذبات اُبھریں۔

ہر سلسلہ کی مقتدا شخصیتوں پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی مذہبی قیادت کے لئے مہذب اور سنجیدہ طبقہ کو منتخب کریں، اور تقریر وتحریر کے میدان میں آنے والے افراد کو، حکمت وموعظتِ حسنہ کی تعلیم و تربیت دیں، اور اس سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اُجاگر کریں، اور اس کی خلاف ورزی کرنے والے جذباتی طبقہ سے اپنی برائت کا اعلان کریں، تاکہ انتہاء پسندوں اور تشدد پرستوں کو کسی سلسلہ کا سہارا حاصل کر کے، غلط فہمی اور فتنہ رونمائی کرنے کا موقع میسر نہ آئے۔

اور اس طرح تشدد پرستی پر مبنی واقعات کے رونما ہونے پر کئی مقتدر ومقتدا شخصیات کا مذمتیں بیان کرنے پر اکتفاء کرنا اور ان کے اسباب وعوامل کو نظر انداز کر دینا کافی نہیں۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

الزیتون کی خصوصی اشاعت

شہ کار ادبی شہ پارہ

گلِ صد پارہ

مرتب: مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

شائع کردہ: سہ ماہی ''الزیتون'' فضل کالونی، بائی پاس روڈ، نیوآدہ، مردان

Idara Ghufran

فون: 0334-8904177-0336-1098439

(سورہ بقرہ قسط۱۱۱، آیت ۱۹۲، و۱۹۳) مفتی محمد رضوان

ایمان کے بعد یا مومنوں سے قتال کی ممانعت

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ۱۹۲، و۱۹۳)

ترجمہ: پھر اگر وہ باز آجائیں تو بے شک اللہ غفور ہے، رحیم ہے۔ اور ان سے قتال کرو، یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور ہوجائے دین اللہ کے لئے، پھر اگر وہ باز آجائیں تو زیادتی نہیں، مگر ظالموں پر(سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

اس سے پچھلی آیت میں فتنہ کو قتل سے زیادہ شدید قرار دیا گیا تھا، اور مسجدِ حرام کے قریب یعنی حرم میں قتال کرنے سے منع کیا گیا تھا، تا آنکہ دوسروں کی طرف سے قتال کی ابتداء نہ ہوجائے۔

چنانچہ فرمایا گیا تھا کہ:

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ۱۹۱)

ترجمہ: اور فتنہ قتل سے زیادہ شدید ہے اور تم ان سے قتال نہ کرو مسجدِ حرام کے قریب یہاں تک کہ وہ تم سے اس (جگہ) میں قتال نہ کریں، پھر اگر وہ تم سے قتال کریں، تو تم ان کو قتل کرو، اسی طرح کافروں کی جزاء ہوتی ہے(سورہ بقرہ)

اس کے بعد سورہ بقرہ کی مذکورہ آیات میں فرمایا کہ:

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

الظّٰلِمِيْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ١٩٢، و١٩٣)

’’پھر اگر وہ باز آ جائیں تو بے شک اللہ غفور ہے، رحیم ہے۔ اوران سے قتال کرو، یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور ہو جائے دین اللہ کے لئے، پھر اگر وہ باز آ جائیں تو زیادتی نہیں، مگر ظالموں پر‘‘

اسی طرح کا مضمون سورہ انفال میں بھی مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان ہوا ہے کہ:

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ. وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ. وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّه لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (سورة الانفال، رقم الآيات ٣٨، و٣٩)

ترجمہ: آپ کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر وہ باز آ جائیں، تو جو ہو چکا وہ انہیں معاف کر دیا جائیگا۔ اور اگر وہ اعادہ کریں گے تو اگلے لوگوں کا طریقہ گزر چکا ہے، اور تم ان سے قتال کرو، یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے، اور ہو جائے دین پورا کا پورا اللہ کے لئے، پھر اگر وہ باز آ جائیں تو بے شک اللہ ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے(سورہ انفال)

سورہ بقرہ کی مذکورہ آیات کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ مشرکین حرم میں قتال کو ترک کر دیں، اور اسلام قبول کر لیں، اور اپنے طرزِ عمل سے توبہ تائب ہو جائیں، اگرچہ وہ قتال کے عین موقع پر ہی ایسا کیوں نہ کریں، تو اللہ ان کے مذکورہ بڑے بڑے سب گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ [1]

احادیث سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام لانے کے بعد کفر کی حالت کے گناہ والے کام معاف کر دیے جاتے ہیں، اور کسی کے اسلام قبول کرنے کے بعد اس سے قتال کرنا جائز نہیں ہوتا۔

چنانچہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ :مَنْ أَحْسَنَ فِي الإِسْلاَمِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الجَاهِلِيَّةِ، وَمَنْ أَسَاءَ فِي الإِسْلاَمِ أُخِذَ بِالأَوَّلِ وَالآخِرِ (بخارى، رقم الحديث ٦٩٢١)

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہمارا مواخذہ ہمارے اُن اعمال پر

---

[1] وقوله :فإن انتهوا فإن الله غفور رحيم أى فإن تركوا القتال فى الحرم وأنابوا إلى الإسلام والتوبة، فإن الله يغفر ذنوبهم ولو كانوا قد قتلوا المسلمين فى حرم الله فإنه تعالى لا يتعاظمه ذنب أن يغفره لمن تاب منه

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155507530

إليه (تفسير ابنِ كثير، سورة البقرة، تحت رقم الآية ۱۹۲، و۱۹۳)

بھی ہوگا جو ہم نے جاہلیت میں (یعنی اسلام لانے سے پہلے) کیے تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اسلام (قبول کرنے کی حالت) میں نیکی کی، تو اس پر اُن کاموں کا مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا، جو اس نے جاہلیت میں کیے تھے، اور جس نے اسلام (قبول کرنے کی حالت) میں بُرائی کی، تو اس کے اگلے اور پچھلے اعمال پر مواخذہ ہوگا (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوْهَا، وَصَلَّوْا صَلاَتَنَا، وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا، وَذَبَحُوْا ذَبِيْحَتَنَا، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ (بخارى) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں، جب تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں، پس جب وہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لیں، اور ہماری (یعنی مسلمانوں کی) طرح نماز پڑھنے لگیں، اور ہمارے قبلہ (یعنی بیت اللہ) کی طرف رخ کرنے لگیں، اور ہماری طرح (اللہ کا نام لے کر) ذبح کرنے لگیں، تو ہمارے اوپر ان کا خون اور ان کا مال حرام ہوجاتا ہے، سوائے کلمۂ اسلام کے حق کے (یعنی اس پر اسلام کے قانون لاگو ہوں گے، مثلاً قتل کے بدلہ میں قصاص وغیرہ) اور ان (کے باطن اور نیک وبُرے اعمال کی جزا وثواب) کا حساب اللہ کے ذمہ ہے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ جب کوئی ظاہر میں ان چیزوں کو اختیار کرلے، تو اس کو قتل کرنا جائز نہیں، اور اگر اس کے دل میں کفر وشرک وغیرہ ہو، تو اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے، ہمارے ذمہ نہیں، لہٰذا ہمیں ظاہر کو نظرانداز کرکے اپنی طرف سے اس کے باطن کی کھود کرید کرنے اور اس کے دل کے احتساب کے درپے ہونے کی ضرورت نہیں۔

اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَرِيَّةٍ، فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ

---

[1] رقم الحديث ۳۹۲، كتاب الصلاة، باب فضل استقبال القبلة.

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075330

جُهَيْنَةَ، فَأَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ ذٰلِكَ، فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ، قَالَ: أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا؟ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّيْ أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ، قَالَ :فَقَالَ سَعْدٌ :وَأَنَا وَاللّٰهِ لَا أَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتّٰى يَقْتُلَهُ ذُو الْبُطَيْنِ يَعْنِي أُسَامَةَ، قَالَ :قَالَ رَجُلٌ :أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ: (وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ) ؟ فَقَالَ سَعْدٌ :قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ، وَأَنْتَ وَأَصْحَابُكَ تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتّٰى تَكُونَ فِتْنَةٌ

(مسلم، رقم الحديث "٩٦" ١٥٨، كتاب الايمان، باب تحريم قتل الكافر بعد أن قال: لا إله إلا الله)

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ (جنگ) میں بھیجا، تو ہم صبح صبح جہینہ کے علاقہ میں پہنچ گئے، میں نے وہاں ایک آدمی کو پایا اس نے کہا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ، مگر میں نے اسے قتل کر دیا، پھر میرے دل میں کچھ خلجان سا پیدا ہوا (کہ میں نے مسلمان کو قتل کیا یا کافر کو؟) تو میں نے اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا تھا، اور تم نے اسے قتل کر دیا! میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس نے تو یہ کلمہ تلوار کے ڈر سے پڑھا تھا، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھا تھا، کہ تمہیں معلوم ہو جاتا کہ اس نے دل سے پڑھا ہے، یا نہیں؟ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی بات دہراتے رہے، یہاں تک کہ مجھے یہ تمنا ہونے لگی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا (اور اسلام لانے کی وجہ سے آج سے پہلے کی میری اس قسم کی غلطی منہدم ہو جاتی، اور پھر مجھے یہ ملامت والی گھڑی نہ دیکھنی پڑتی) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں مسلمان کو قتل نہیں کروں گا جب تک کہ اس کو اسامہ قتل کر دیں، ایک آدمی نے کہا کہ کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم ان سے قتال کرو، یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ کے لئے ہو جائے، تو حضرت سعد

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

نے فرمایا کہ ہم نے قتال کیا، یہاں تک کہ فتنہ نہیں رہا، اور آپ اور آپ کے ساتھی قتال کرنا چاہتے ہیں، تاکہ فتنہ ہو جائے (مسلم)

اس طرح کا واقعہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے علاوہ ایک اور شخص کے بارے میں بھی آتا ہے، جس میں کچھ اضافہ ہے۔ [1]

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنِّیُ، عِنْدَ رَسُوُلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ إِذُ جَاءَهُ بَشِیُرٌ مِنُ سَرِیَّةٍ بَعَثَهَا فَأَخُبَرَهُ، بِنَصُرِ اللّٰهِ الَّذِیُ نَصَرَ سَرِیَّتَهُ، وَبِفَتُحِ اللّٰهِ الَّذِیُ فَتَحَ لَهُمُ قَالَ: یَا رَسُوُلَ اللّٰهِ، بَیُنَمَا نَحُنُ بِطَلَبِ الُعَدُوِّ وَقَدُ هَزَمَهُمُ اللّٰهُ، إِذُ لَحِقُتُ رَجُلًا بِالسَّیُفِ، فَلَمَّا أَحَسَّ أَنَّ السَّیُفَ قَدُ وَاقَعَهُ، اِلُتَفَتَ وَهُوَ یَسُعٰی فَقَالَ: إِنِّیُ مُسُلِمٌ، إِنِّیُ مُسُلِمٌ، فَقَتَلُتُهُ وَإِنَّمَا کَانَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ مُتَعَوِّذًا، قَالَ: فَهَلَّا شَقَقُتَ، عَنُ قَلُبِهٖ، فَنَظَرُتَ صَادِقٌ هُوَ أَوُ کَاذِبٌ؟ قَالَ: لَوُ شَقَقُتُ، عَنُ قَلُبِهٖ مَا کَانَ یُعُلِمُنِی الُقَلُبُ، هَلُ قَلُبُهُ إِلَّا مُضُغَةٌ مِنُ لَحُمٍ؟ قَالَ: فَأَنُتَ قَتَلُتَهُ، لَا مَا فِیُ قَلُبِهٖ عَلِمُتَ، وَلَا لِسَانَهُ صَدَّقُتَ، قَالَ: یَا رَسُوُلَ اللّٰهِ، اِسُتَغُفِرُلِیُ، قَالَ: لَا أَسُتَغُفِرُ لَکَ، فَدَفَنُوُهُ فَأَصُبَحَ عَلٰی وَجُهِ الُأَرُضِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَأٰی ذٰلِکَ قَوُمُهُ اِسُتَحُیَوُا وَخَزَوُا مِمَّا لَقِیَ، فَحَمَلُوُهُ فَأَلُقَوُهُ فِیُ شِعُبٍ مِّنُ تِلُکَ الشِّعَابِ (مسند أبی یعلی) [2]

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا کہ ایک جہادی لشکر کا بھیجا ہوا نمائندہ آیا، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی اس مدد کی خوشخبری سنائی، جو اللہ نے اس لشکر کو عطا فرمائی تھی، اور اللہ کی اس فتح کی خوشخبری سنائی، جو اللہ نے ان کو عطا فرمائی تھی، اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم دشمنوں کی تلاش میں لگے ہوئے تھے، جن کو اللہ

---

[1] والذی یظهر أن قصة الذی قتل ثم مات فدفن ولفظته الأرض غیر قصة أسامة لأن أسامة عاش بعد ذلک دهرا طویلا (فتح الباری لابنِ حجر، ج ۱۲ ص ۱۹۵، کتاب الدیات، قوله باب ومن أحیاها)

[2] رقم الحدیث ۱۵۲۲، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۷۲۳.
قال حسین سلیم أسد: إسناده حسن.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

تعالیٰ نے شکست سے دوچار کردیا تھا، اچانک میں تلوار کے ساتھ ایک آدمی سے ملا، جب اس نے یہ محسوس کرلیا کہ اس پر تلوار کا وار ہوگا، تو اس نے رُخ پھیرا، اور بھاگنا شروع کیا، اور یہ کہا کہ میں مسلمان ہوں، میں مسلمان ہوں، پھر میں نے اس کو قتل کردیا، اور اے اللہ کے نبی! وہ اصل میں (موت سے) بچنے کا راستہ تلاش کررہا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کا دل چاک کرکے دیکھا تھا کہ تو دیکھ لیتا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا؟ اس آدمی نے عرض کیا کہ اگر میں اس کا دل چاک کرلیتا، تو بھی اس کے دل کا مجھے علم نہ ہوتا، کیونکہ اس کا دل تو گوشت کا ایک لوتھڑا ہی ہوتا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کو قتل کردیا، نہ تو تُو اس کے دل کے اندر کی بات جان سکا، اور نہ تُو نے اس کی زبان کی تصدیق کی، اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے لئے استغفار فرمادیجئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیرے لئے استغفار نہیں کروں گا، پھر (وہ شخص فوت ہوگیا، اور) لوگوں نے اس کو دفن کردیا، پھر تین مرتبہ صبح کے وقت اس کی لاش زمین کے اوپر آگئی، پھر جب اس منظر کو اس کی قوم نے دیکھا، تو انہیں حیاء آئی، اور وہ اس واقعہ سے شرمندہ ہوئے، پھر انہوں نے اس کی لاش کو اٹھالیا، اور اس کو وہیں کسی گھاٹی میں ڈال دیا (ابویعلیٰ، طبرانی)

اور جو مذکورہ آیت میں یہ فرمایا گیا کہ:

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ.

’’اور ان سے قتال کرو، یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور ہوجائے دین اللہ کے لئے، پھر اگر وہ باز آجائیں تو زیادتی نہیں، مگر ظالموں پر‘‘

اس کے بارے میں بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ یہ حکم مشرکینِ عرب کے ساتھ خاص ہے، جن کے بارے میں پیچھے مسجدِ حرام کے قریب قتال کا ذکر چل رہا ہے۔

کیونکہ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر کافروں کے جزیہ پر آمادہ ہونے کی صورت میں قتال نہ کرنے کا حکم مذکور ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ (سورة التوبة، رقم الآية ۲۹)

ترجمہ: قتال کرو ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ آخرت کے دن پر، اور نہ حرام جانتے ہیں اس کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور نہ قبول کرتے ہیں دین سچا ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر (سورہ توبہ)

اور اکثر فقہائے کرام کے نزدیک عرب کے مشرکین سے جزیہ قبول نہیں کیا جاتا، اور اگر وہ اسلام نہ لائیں، تو اُن کو قتل کیا جاتا ہے۔ [۱]

اسی طرح اگر کافروں سے صلح ہو، تو بھی قتال نہیں کیا جاتا۔ [۲]

---

[۱] اور مالکیہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ عرب کے مشرکین سے جزیہ قبول کر لیا جائے گا۔

جہاں تک غیر عرب کے مشرکین کا تعلق ہے، تو حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک اور حنابلہ کی ایک روایت کے مطابق اُن سے بھی جزیہ قبول کیا جا سکتا ہے، جس طرح کہ اہلِ کتاب سے جزیہ قبول کیا جا سکتا ہے۔

اور شافعیہ کے نزدیک اور حنابلہ کے راجح قول کے مطابق جزیہ صرف اہلِ کتاب سے قبول کیا جائے گا، اور عرب مشرکین کی طرح غیر عرب کے مشرکین سے بھی جزیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

مشركون من العرب:

وهؤلاء لا تقبل منهم الجزية عند الحنفية والشافعية والحنابلة وبعض المالكية؛ لأن النبى صلى الله عليه وسلم نشأ بين أظهرهم، والقرآن نزل بلغتهم، فالمعجزة فى حقهم أظهر، ولذلك لا يقبل منهم إلا الإسلام، فإن لم يسلموا قتلوا، والراجح عند المالكية أنه تقبل منهم الجزية.

ج -مشركون من غير العرب:

وهؤلاء لا تقبل منهم الجزية عند الشافعية وظاهر مذهب الإمام أحمد، ولا يقبل منهم إلا الإسلام أو السيف، لقوله تعالى :(فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم) وقوله صلى الله عليه وسلم :أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله، فإذا قالوها عصموا منى دماء هم وأموالهم إلا بحقها وعند الحنفية والمالكية ورواية عن الإمام أحمد تقبل منهم الجزية؛ لأنه يجوز استرقاقهم، فيجوز ضرب الجزية عليهم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵، ص ۱۰، مادة "اشراک")

[۲] الإعذار فى الجهاد:

الحربيون هم الكفار الذين يقيمون ببلاد الكفر، ولا صلح لهم مع المسلمين . فهؤلاء هم الذين يحاربون

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

اور اگر اس آیت میں غیر عرب کے مشرکین کو بھی شامل مانا جائے، تو پھر جزیہ وغیرہ کی صورت میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگرچہ اس صورت میں کفر و شرک تو دُور نہیں ہوتا، لیکن کفر و شرک سے لازم آنے والا فتنہ وفساد دُور ہو جاتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

باتفاق الفقهاء ، لقوله تعالى :(وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله) وشرط محاربتهم بلوغ الدعوة إليهم فلا تجوز محاربتهم قبل ذلك، وهو أمر أجمع عليه المسلمون، لقوله تعالى :(وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا)ولكن هل يجب تكرار دعوتهم إذا تكررت محاربتهم؟ فالجمهور على أنه لا يجب تكرار دعوتهم، بل يستحب .... فإن أبوا الإجابة إلى الإسلام دعوهم إلى الذمة إلا مشركى العرب والمرتدين (لأنه لا يقبل منهم إلا الإسلام) فإن أجابوا كفوا عنهم، وإن أبوا استعانوا بالله سبحانه وتعالى على قتالهم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵، ص۲۳۶، الیٰ ۲۳۸، مادة "اعذار"، ملخصاً)

[1] فإن انتهوا عن القتال والكفر فإن الله غفور يغفر لهم ما قد سلف رحيم بالعباد.

وقاتلوهم يعنى المشركين حتى لا تكون فتنة اى شرك وفساد ويكون الدين الطاعة والعبادة لله وحده ولا يعبد غيره عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرت ان أقاتل الناس حتى يشهدوا ان لا الله الا الله وان محمدا رسول الله ويقيموا الصلاة ويؤتوا الزكوة فاذا فعلوا ذلك عصموا منى دماؤهم وأموالهم الا بحق الإسلام وحسابهم على الله تعالى -متفق عليه ولا دليل فى هذه الاية على ان الوثنى لا يقبل منه الا الإسلام فان ابى قتل كما قال البغوى إذ لا فرق بين الوثنى والمجوسى والكتابى فان الدين عند الله الإسلام والفتنة كما يكون بالوثنى يكون بالكتابى والمجوسى ايضا وينتهى منهما بالانقياد وقبول الجزية ولولا قوله تعالى حتى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون لما قبل من أحد منهم الجزية -ثم لما ثبت أخذ الجزية عن اهل الكتاب بهذه الاية مع كونهم على الدين الباطل ثبت أخذ الجزية عن المجوسى والوثنى ايضا بالقياس عند ابى حنيفة رحمه الله خلافا لغيره (التفسير المظهرى، سورة البقرة، تحت رقم الآية ۱۹۲)

حكمة تشريع الجهاد:القصد من الجهاد دعوة غير المسلمين إلى الإسلام، أو الدخول فى ذمة المسلمين ودفع الجزية، وجريان أحكام الإسلام عليهم، وبذلک ينتهى تعرضهم للمسلمين، واعتداؤهم على بلادهم، ووقوفهم فى طريق نشر الدعوة الإسلامية، وينقطع دابر الفساد، قال تعالى :(وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين لله فإن انتهوا فلا عدوان إلا على الظالمين .

وقال عز وجل :(هو الذى أرسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون.

وقد مضت سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وسيرته، وسيرة الخلفاء الراشدين من بعده على جهاد الكفار، وتخييرهم بين ثلاثة أمور مرتبة وهى: قبول الدخول فى الإسلام، أو البقاء على دينهم مع أداء الجزية، وعقد الذمة .فإن لم يقبلوا، فالقتال.

ولا ينطبق هذا على مشركى العرب، على تفصيل وخلاف ينظر فى مصطلحى :(جزية، وأهل الذمة) (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۶، ص۱۳۲ حرف الالف)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075530

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

S احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ P

استعمال شدہ پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کا حکم

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَفْنَةٍ، فَأَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّتَوَضَّأَ مِنْهُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّيْ كُنْتُ جُنُبًا، فَقَالَ: إِنَّ الْمَاءَ لَا يُجْنِبُ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: ازواجِ مطہرات میں سے کسی نے ایک بڑے برتن میں (موجود پانی سے) غسل کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (برتن میں موجود پانی) سے وضو کرنے کا ارادہ کیا، تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں جنابت (یعنی غسل واجب ہونے) کی حالت سے تھی (اور میں نے اس برتن میں موجود پانی سے جنابت والا واجب غسل کیا ہے، تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی جنبی نہیں ہوتا (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ، وَإِنَّا لَجُنُبَانِ، وَلٰكِنَّ الْمَاءَ لَا يُجْنِبُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۴۹۷۸) [2]

ترجمہ: میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن کے پانی سے غسل کرلیا کرتے تھے، اور ہم دونوں جنبی ہوتے تھے، لیکن پانی جنبی نہیں ہوتا (مسند احمد)

اُمُّ المؤمنین حضرت خولہ بنتِ قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

رُبَّمَا اخْتَلَفَتْ يَدِيْ وَيَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوُضُوْءِ مِنْ إِنَاءٍ

---

[1] رقم الحدیث ۶۵، ابواب الطهارة، باب الرخصة فی ذلک.
قال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح، وهو قول سفیان الثوری، ومالک، والشافعی.

[2] فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

وَّاحِدٍ (سنن ابن ماجه) ؎۱

ترجمہ: بعض اوقات میرا اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ وضو کرتے وقت ایک برتن میں (چلّو وغیرہ سے وضو کا پانی لینے کے لئے) اکٹھا پڑ جاتا تھا (ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تکلفات نہیں تھے، بعض اوقات برتن کے پانی میں ہاتھ ڈال کر چلو سے اور بعض اوقات کسی برتن وغیرہ سے وضو یا غسل کے لئے پانی لیا جاتا تھا۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ وضو کرتے وقت پانی لینے کے لئے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے نہ وہ پانی ناپاک ہوتا، اور نہ اس میں پاک کرنے کی صلاحیت ختم ہوتی۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب بار بار پانی لینے یا چلو بھرنے کے لئے برتن (بالٹی، لوٹے وغیرہ) میں ہاتھ ڈالا جاتا ہے، تو جسم سے استعمال شدہ پانی بھی اس برتن میں گرتا ہے۔

اور حدیث میں جو یہ فرمایا گیا کہ پانی جنبی نہیں ہوتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر جنابت والے (یعنی غسل واجب شُدہ) شخص کے غسل سے استعمال شدہ پانی کسی چیز کو لگ جائے، یا برتن میں گر جائے، یا کسی اور جگہ وہ پانی لگ جائے، تو وہ چیز ناپاک نہیں ہوتی۔ ؎۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ فَقَالَ: كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا (مسلم) ؎۳

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے، جبکہ وہ جنبی ہو، راوی نے حضرت ابو ہریرہ سے عرض کیا کہ پھر (اس ٹھہرے ہوئے پانی سے غسل) کیسے کرے، تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے پانی لے لے کر غسل کرے (مسلم)

ٹھہرا ہوا پانی جبکہ وہ کم مقدار میں ہو، اس میں داخل ہو کر غسل سے اس لئے منع کیا گیا کہ اس کی وجہ سے وہ سارا پانی مستعمَل ہو جاتا ہے، اور استعمالی یا مستعمل ہو جانے کی وجہ سے اگرچہ وہ ناپاک نہ ہوتا ہو، لیکن اس

؎۱ رقم الحديث ٣٨٢، كتاب الطهارة وسننها، باب الرجل والمرأة يتوضآن من إناء واحد.

؎۲ وقوله " :إن الماء لا يجنب "أى :لا يأخذ حكم الجنابة، ولا يصير بمثل هذا الفعل إلى حال لا يستعمل(مرقاة المفاتيح، ج ٢ ص ٤٣٧، كتاب الطهارة،باب مخالطة الجنب وما يباح له)

؎۳ رقم الحديث ٢٨٣"٩٧"كتاب الطهارة، باب النهى عن الاغتسال فى الماء الراكد.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

میں پاک کرنے کی صلاحیت نہیں رہتی۔ ل

مذکورہ اور اس جیسی احادیث سے فقہائے کرام نے مستعمل پانی کی حیثیت متعین کرنے پر کلام کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس پانی سے رفعِ حدث یعنی وضو یا غسل کیا جائے، خواہ واجب یعنی جنابت والا غسل کیوں نہ ہو، اس غرض کے لئے استعمال شدہ پانی اگر نہ تو چلتا پانی ہو، جسے ماءِ جاری کہا جاتا ہے، اور نہ ہی زیادہ پانی ہو، جسے ماءِ کثیر کہا جاتا ہے، تو اس سے حنفیہ کے نزدیک دوبارہ رفعِ حدث یعنی وضو اور غسل کرنا تو جائز نہیں ہوتا، البتہ اس پانی سے کسی ظاہری نجاست کو دھونا جائز ہوتا ہے۔ ۲

ل (قال " :لا يغتسل ") : بالجزم، وقيل :بالرفع ("أحدكم في الماء الدائم وهو جنب ") : هذا النهى إنما يكون في الماء القليل ;لأنه يصير مستعملا باغتسال الجنب، فحينئذ قد أفسد الماء على الناس ;لأنه لا يصلح للاغتسال والتوضؤ منه بعد ذلک، كذا ذكره ابن الملک .وقال القاضي :تقييد النهى بالحال يدل على أن المستعمل في غسل الجنابة إذا كان راكدا لا يبقى على ما كان، وإلا لم يكن للنهى المقيد فائدة(مرقاة المفاتيح، ج ۲ ص ۴۴۷، كتاب الطهارة، باب أحكام المياه)

۲ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ماءِ مستعمل وہ کہلاتا ہے، جسے رفعِ حدث یا قربت وثواب حاصل کرنے کے طور پر استعمال کیا گیا ہو، اور وہ استعمال کے بعد جسم سے جدا ہو گیا ہو، اور جسے رفعِ حدث اور قربت کے طور پر استعمال نہ کیا گیا ہو، وہ ماءِ مستعمل نہیں کہلاتا۔

اور امام محمد کے نزدیک ماءِ مستعمل وہ کہلاتا ہے کہ جس کو قربت وثواب حاصل کرنے کے طور پر استعمال کیا گیا ہو، اور امام زفر کے نزدیک ماءِ مستعمل وہ کہلاتا ہے، جو ازالۂ حدث کے لئے استعمال کیا گیا ہو۔

اگر کوئی جنبی مثلاً وضو کرنے کے لئے اپنا ہاتھ بالٹی وغیرہ میں داخل کرے، تو اس سے امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ پانی مستعمل ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ قربت کے طور پر استعمال کرنا کہلاتا ہے، اور اگر پانی لینے یا اس کی ٹھنڈک وگرمی کو معلوم کرنے کے لئے داخل کرے، تو وہ پانی مستعمل نہیں ہوتا، کیونکہ یہ قربت کے طور پر استعمال کرنا نہیں کہلاتا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص باوضو تھا، اور اس نے ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے غسل کیا، تو حنفیہ کے نزدیک یہ پانی مستعمل نہیں بنے گا۔

الماء المستعمل عند الحنفية:

الماء المستعمل عند أبي حنيفة وأبي يوسف :هو الماء الذي أزيل به حدث أو استعمل في البدن على وجه القربة، كالوضوء على الوضوء بنية التقرب أو لإسقاط فرض.

وعند محمد بن الحسن :هو الماء الذي استعمل لإقامة قربة.

وعند زفر :هو الماء المستعمل لإزالة الحدث.

والمذهب عند الحنفية :أن الماء يصير مستعملا بمجرد انفصاله عن البدن.

ويظهر أثر هذا الخلاف عندهم في المراد من الماء المستعمل فيما يلي:

أ -إذا توضأ بنية إقامة القربة نحو الصلاة المعهودة وصلاة الجنازة ودخول المسجد ومس المصحف وقراءة القرآن ونحوها.

فإن كان محدثا صار الماء مستعملا بلا خلاف لوجود السببين، وهما :إزالة الحدث وإقامة القربة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075530

اور ماءِ مستعمَل یعنی وضو اور غسل کے استعمال شدہ پانی کے متعلق حنفیہ کے نزدیک یہی راجح ہے کہ یہ پانی بذاتِ خود تو پاک ہوتا ہے، لیکن اس سے دوبارہ غسل یا وضو کرنا درست نہیں ہوتا، لہٰذا اگر یہ پانی کسی برتن یا کپڑے وغیرہ پر لگ جائے، یا پانی میں گر جائے، تو وہ برتن یا کپڑا اور پانی وغیرہ ناپاک نہیں ہوتا، البتہ حنفیہ کے نزدیک اس پانی سے ظاہری نجاست (مثلاً کپڑے یا جسم پر لگے ہوئے پیشاب، پاخانہ وغیرہ) کو پاک کرنا درست ہوتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وإن كان غير محدث يصير الماء مستعملا عند الثلاثة أبى حنيفة وأبى يوسف ومحمد لوجود إقامة القربة، لكون الوضوء على الوضوء نور على نور، وعند زفر :لا يصير مستعملا لانعدام إزالة الحدث.

ب -إذا توضأ أو اغتسل للتبرد، فإن كان محدثا صار الماء مستعملا عند أبى حنيفة وأبى يوسف وزفر لوجود إزالة الحدث وعند محمد :لا يصير مستعملا لعدم إقامة القربة، وإن لم يكن محدثا لا يصير مستعملا بالاتفاق .ج -إذا توضأ بالماء المقيد كماء الورد ونحوه لا يصير مستعملا بالاتفاق لأن التوضؤ به مخير جائز، فلم يوجد إزالة الحدث ولا إقامة القربة.د -إذا غسل الأشياء الطاهرة من النبات والثمار والأوانى والأحجار ونحوه، أو غسلت المرأة يدها من العجين أو الحناء ونحو ذلک، لا يصير الماء مستعملا.

والماء المستعمل عند الحنفية ليس بطهور لحدث بل لخبث على الراجح المعتمد فإنه يجوز إزالة النجاسة الحقيقية به(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۹ص ۳۵۹، ۳۶۰، مادة ” مياه “)

ولو أدخل الكف إن أراد الغسل صار الماء مستعملا، وإن أراد الاغتراف لا(الدر المختار مع ردالمحتار، ج ا ص ۲ ۱ ۱ ، كتاب الطهارة،سنن الوضوء)

[1] ملحوظ رہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف ماءِ مستعمَل کے بارے میں تین قسم کی روایات منسوب ہیں، ایک نجسِ غلیظ ہونے کی، دوسری نجسِ خفیف ہونے کی، تیسری طاہر غیر مطہّر ہونے کی۔

محققین مشائخ نے تیسری روایت کو ترجیح دی ہے، اور بعض نے اسی پر فتوے کا حکم بیان فرمایا ہے، بغیر اس تفصیل کے کہ وہ مستعمَل پانی وضو کا ہو، یا جنبی کے غسل کا۔

ماء طاهر فى نفسه غير مطهر، وهو عند الحنفية الماء المستعمل، وعرفوه بأنه :ما أزيل به حدث أو استعمل فى البدن على وجه القربة، ولا يجوز استعماله فى طهارة الأحداث، بخلاف الخبث، ويصير مستعملا عندهم بمجرد انفصاله عن الجسد ولو لم يستقر بمحل.

وعند جمهور الفقهاء -المالكية والشافعية والحنابلة -هو :الماء المغير طعمه أو لونه أو ريحه بما خالطه من الأعيان الطاهرة تغيرا يمنع إطلاق اسم الماء عليه، وهو كذلک عند الشافعية :الماء المستعمل فى فرض الطهارة ونفلها على الجديد.

وصرح جمهور الفقهاء -المالكية والشافعية والحنابلة -بأن هذا النوع لا يرفع حكم الخبث أيضا، وعند الحنفية يرفع حكم الخبث (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۹، ص۹۷، وص۹۸، مادة ”طهارة“)

والماء المستعمل عند الحنفية ليس بطهور لحدث بل لخبث على الراجح المعتمد فإنه يجوز إزالة النجاسة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155507530

اگر تھوڑے پاک پانی کے ساتھ مستعمل پانی مِلا دیا جائے، تو حنفیہ کے نزدیک اس مجموعہ کو اس پانی کا حکم حاصل ہوگا، جس کی مقدار زیادہ ہوگی، مثلاً اگر ایک لوٹے کی مقدار استعمال شدہ پانی میں ڈیڑھ لوٹا غیر استعمال شدہ پاک پانی کا ملا دیا جائے، تو یہ سارا پانی غیر استعمال شدہ پاک پانی کہلائے گا، جس سے وضو، غسل وغیرہ سب کچھ کرنا جائز ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ وضو یا غسل کرتے وقت برتن میں بار بار پانی لینے کے لئے ہاتھ ڈالتے وقت جو پانی گرتا ہے، اس کی مقدار چونکہ اصل پانی سے کم ہوتی ہے، اس لئے وہ پانی اپنی اصلی حالت پر غیر استعمالی رہتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحقيقية به (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۹، ص ۳۶۰، مادة "مياه")

وقد صحح المشايخ رواية محمد حتى قال فى المجتبى وقد صحت الروايات عن الكل أنه طاهر غير طهور إلا الحسن وقال فخر الإسلام فى شرح الجامع الصغير هو المختار عندنا، وهو المذكور فى عامة كتب محمد عن أصحابنا فاختاره المحققون من مشايخ ما وراء النهر وفى المحيط أنه المشهور عن أبى حنيفة وفى كثير من الكتب وعليها الفتوى من غير تفصيل بين المحدث والجنب المذكور فى فتاوى الولوالجى والتجنيس فى مواضع أن الفتوى على رواية محمد لعموم البلوى إلا فى الجنب وقد ذكر النووى أن الصحيح من مذهب الشافعى أنه طاهر غير طهور وبه قال أحمد، وهو رواية عن مالك ولم يذكر ابن المنذر عنه غيرها، وهو قول جمهور السلف والخلف اهـ. وجه رواية النجاسة قوله -صلى الله عليه وسلم -لا يبولن أحدكم فى الماء الدائم ولا يغتسلن فيه من الجنابة كذا فى الهداية وكثير من الكتب (البحر الرائق، ج ۱، ص ۹۹، احكام المياه، صفة الماء المستعمل)

والمختار أنه طاهر كما هو اختيار أكثر المشايخ.وظاهر الرواية عن الإمام وعليه الفتوى وإطلاق قول أبى حنيفة -رحمه الله -على أن الماء المستعمل نجس ليس بسديد؛ لأن رواية كونه نجسا عنه رواية شاذة كما بين آنفا تدبر(مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر، ج ۱، ص ۳۱، كتاب الطهارة)

وقال مشايخ العراق :إنه طاهر عند أصحابنا .واختار المحققون من مشايخ ما وراء النهر طهارته، وعليه الفتوى(فتح القدير، ج ۱، ص ۸۵، كتاب الطهارات)

(قوله :وهو الظاهر) كذا فى الذخيرة أى ظاهر الرواية، وممن صرح بأن رواية الطهارة ظاهر الرواية وعليها الفتوى فى الكافى والمصفى كما فى شرح الشيخ إسماعيل(رد المحتار على الدر المختار، ج ۱، ص ۲۰۱، كتاب الطهارة، باب المياه)

[1] المطلق أكثر من النصف جاز التطهير بالكل وإلا لا(الدرالمختارمع ردالمحتار، ج ۱ ص ۱۸۲، باب المياه)

والماء المستعمل على القول المفتى به من طهارته إذا اختلط بالمطلق فالعبرة للأجزاء فإن كان الماء المطلق أكثر جاز الوضوء بالكل، وإن كان مغلوبا لا يجوز، وإن استويا لم يذكر فى ظاهر الرواية .وفى البدائع قالوا حكمه حكم الماء المغلوب احتياطا وعليه، وعلى الأول يحمل قول من قال العبرة بالأجزاء ، وهو قول أبى يوسف الذى اختاره فى الهداية(البحرالرائق، ج ۱ ص ۷۳، كتاب الطهارة، احكام المياه)

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

اور جس پانی سے وضو یا غسل کیا گیا ہو، یعنی رفعِ حدث کے بجائے، ظاہری نجاست کو دور کیا گیا ہو، اور بالفاظِ دیگر نجاستِ حکمیہ کے بجائے نجاستِ حقیقیہ کو دور کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہو، مثلاً پیشاب، پاخانہ دھونے کے لئے استعمال کیا گیا ہو، تو اس غرض کے لئے استعمال شدہ پانی اگر نہ تو چلتا پانی ہو، جسے ماءِ جاری کہا جاتا ہے، اور نہ ہی زیادہ پانی ہو، جسے ماءِ کثیر کہا جاتا ہے، تو حنفیہ کے نزدیک اس طرح کا استعمال شدہ پانی ناپاک کہلاتا ہے، جس سے نہ تو وضو یا غسل کرنا جائز ہوتا، اور نہ ہی ظاہری نجاست کو پاک کرنا درست ہوتا۔

مگر یہ حکم اس وقت ہے جبکہ وہ پانی ایسی حالت کا استعمال شدہ ہو کہ اس وقت تک نجاست دور نہ ہوئی ہو، اور اگر نجاست دور ہونے کے بعد کی حالت کا استعمال شدہ پانی ہے، تو وہ ناپاک نہیں کہلائے گا، مثلاً بدن، کپڑے یا کسی اور چیز پر پاخانہ وغیرہ لگا ہوا تھا، اور ایک یا زیادہ مرتبہ دھونے سے وہ جگہ پاک ہوگئی، تو اس جگہ کے پاک ہونے سے پہلے کا استعمال شدہ پانی تو ناپاک کہلائے گا، اور اس جگہ کے پاک ہونے کے بعد کا استعمال شدہ پانی پاک کہلائے گا۔ [1]

اور مالکیہ کے نزدیک جس پانی سے وضو یا غسل کیا جائے یا اس سے ظاہری نجاست کو دور کیا جائے، تو اس پانی سے دوبارہ وضو، غسل کرنا اور کسی دوسری ناپاک چیز کو دھو کر پاک کرنا سب کچھ درست ہوتا ہے، مگر اس کو دوبارہ وضو یا غسل کے لئے استعمال کرنا مکروہ ہے۔ [2]

---

[1] كما أزيل به النجاسة الحقيقية (البحرالرائق، ج ا ص ا ٠ ا ، كتاب الطهارة، باب احكام المياه)

[2] الماء المستعمل عند المالكية: ذهب المالكية إلى أن الماء المستعمل: هو ما استعمل فى رفع حدث أو فى إزالة حكم خبث، وأن المستعمل فى رفع حدث: هو ما تقاطر من الأعضاء أو اتصل بها أو انفصل عنها -وكان المنفصل يسيرا - أو غسل عضوه فيه. وحكمه عندهم أنه طاهر مطهر لكن يكره استعماله فى رفع حدث أو اغتسالات مندوبة مع وجود غيره إذا كان يسيرا، ولا يكره على الأرجح استعماله مرة أخرى فى إزالة النجاسة أو غسل إناء ونحوه. قال الدسوقى: والكراهة مقيدة بأمرين: أن يكون ذلك الماء المستعمل قليلا كآنية الوضوء والغسل، وأن يوجد غيره، وإلا فلا كراهة، كما أنه لا كراهة إذا صب على الماء اليسير المستعمل ماء مطلق غير مستعمل، فإن صب عليه مستعمل مثله حتى كثر لم تنتف الكراهة لأن ما ثبت للأجزاء يثبت للكل، واستظهر ابن عبد السلام نفيها. وقال الدردير: الماء اليسير الذى هو قدر آنية الغسل فأقل المستعمل فى حدث يكره استعماله فى حدث بشروط ثلاثة: أن يكون يسيرا، وأن يكون استعمل فى رفع حدث لا حكم خبث، وأن يكون الاستعمال الثانى فى رفع حدث. وعلى هذا فإن الماء المستعمل فى حكم خبث لا يكره له استعماله، وأن الماء المستعمل فى حدث لا يكره استعماله فى حكم خبث، والراجح فى تعليل الكراهة أنه مختلف فى طهوريته (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٩ص ٣٦٠، مادة " مياه")

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075300

اورشافعیہ کے نزدیک جس پانی کوفرض پاکی حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہو،مثلاً رفعِ حدث یعنی وضو یاغسل کرنے کے لئے استعمال شدہ پہلی مرتبہ کا پانی،اوروہ نہ تو چلتا پانی ہو،جسے ماءِ جاری کہا جاتا ہے، اورنہ ہی زیادہ پانی ہو،جسے ماءِ کثیرکہا جاتا ہے،توان کے نزدیک بھی یہ پانی اپنی ذات میں پاک ہوتا ہے، اوران کے نزدیک راجح یہ ہے کہ اس پانی سے دوبارہ وضو یاغسل کرنا یاکسی ظاہری ناپاکی کودورکرنا درست نہیں ہوتا،اورجو پانی فرض پاکی حاصل کرنے کے بعداستعمال کیا گیا ہو،مثلاً وضو یاغسل میں پہلی مرتبہ کے بعدکا پانی اوراسی طرح جس کاوضوہو،اس کے دوبارہ وضوکرنے کے لئے استعمال شدہ پانی تووہ پانی شافعیہ کے نزدیک پوری طرح پاک ہوتا ہے،اوراس سے دوبارہ وضواورغسل کرنا یاکسی ظاہری ناپاکی کودورکرنا سب کچھ درست ہوتا ہے۔ [1]

اورجس پانی سے وضو یاغسل کیا گیا ہو یعنی رفعِ حدث کے بجائے،ظاہری نجاست کودورکیا گیا ہو،اور بالفاظِ دیگرنجاستِ حکمیہ کے بجائے نجاستِ حقیقیہ کودورکرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہو،مثلاً پیشاب، پاخانہ دھونے کے لئے استعمال کیا گیا ہو،تواس غرض کے لئے استعمال شدہ وہ پانی اگرنہ تو چلتا پانی ہو،جسے

---

[1] الـمـاء المستعمل عند الشافعية :هـو الـمـاء الـقليل المستعمل فى فرض الطهارة عن حدث كالغسلة الأولى فيـه، أو فـى إزالة نـجـس عـن البـدن أو الـثـوب، أما نفل الطهارة كالغسلة الثانية، والثالثة فالأصح فى الجديد أنه طهور .

ويفرق الشافعية بين القليل الذى لا يبلغ قلتين، وبين الكثير الذى يبلغ قلتين فأكثر.

فيرون فى المذهب الجديد :أن الـقـليل من الماء الـمستعمل طاهر غير طهور، فلا يرفع حدثا ولا يزيل نجسا لأن السلف الصالح كانوا لا يحترزون عنه ولا عما يتقاطر عليهم منه.

فعن جابر رضى الله عنه قال :جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم يعودنى وأنا مريض لا أعقل فتوضأ وصب على من وضوئه فعقلت .

ولأن السلف الصالح -مع قلة مياههم -لـم يـجمعوا الماء الـمستعمل للاستعمال ثانيا بل انتقلوا إلى التيمم، كما لم يجمعوه للشرب لأنه مستقذر.

فإن جمع الماء المستعمل فبلغ قلتين فطهور على الأصح .

واختلف فى علة منع استعمال الماء المستعمل، قال الشربينى :وهو الأصح :لأنـه غير مطلق كما صححه النووى وغيره.

فإن جـمـع الـمستعـمـل على الجديد فبلغ قلتين فطهور فى الأصح لأن النجاسة أشد من الاستعمال، والماء الـمتنجس لو جمع حتى بلغ قلتين أى ولا تغير به صار طهورا قطعا، فالمستعمل أولى، ومقابل الأصح لا يعود طهـورا لأن قـوتـه صـارت مستـوفـاة بالاستعمال فالتحق بماء الورد ونحوه وهو اختيار ابن سريج(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۹ص ۳۶۱، مادة " مياه ")

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075 30

ماءِ جاری کہا جاتا ہے، اور نہ ہی زیادہ پانی ہو، جسے ماءِ کثیر کہا جاتا ہے، تو شافعیہ کے نزدیک اگر اس پانی میں نجاست کی وجہ سے تغیر پیدا ہوگیا ہو، تو یہ پانی ناپاک کہلاتا ہے، جس سے نہ تو وضو یا غسل کرنا جائز ہوتا، اور نہ ہی ظاہری نجاست کو پاک کرنا درست ہوتا، اور اگر اس پانی میں نجاست کی وجہ سے تغیر پیدا نہ ہوا ہو، تو پھر ایک قول کے مطابق دفعِ حرج کی وجہ سے یہ پانی ناپاک نہیں ہوتا، اور ایک قول کے مطابق ناپاک ہوجاتا ہے۔ [1]

مگر شافعیہ کے نزدیک بھی یہ حکم اس وقت ہے جبکہ وہ پانی اسی وقت کا ہو، جب تک کہ نجاست دور نہ ہوئی ہو، اور اگر نجاست دور ہونے کے بعد کا استعمال شدہ پانی ہے، تو وہ ناپاک نہیں کہلاتا، مثلاً کسی جگہ بدن یا کسی اور چیز پر پیشاب یا پاخانہ لگا ہوا تھا، اور ایک یا زیادہ مرتبہ دھونے سے وہ جگہ پاک ہوگئی، تو اس جگہ کے پاک ہونے سے پہلے کا استعمال شدہ پانی تو ایک قول کے مطابق ناپاک کہلائے گا، اور اس جگہ کے

---

[1] ویقول الشیرازی :الماء المستعمل ضربان :مستعمل فی طهارة الحدث، ومستعمل فی طهارة النجس.

فأما المستعمل فی طهارة الحدث فینظر فیه :فإن استعمل فی رفع حدث فهو طاهر، لأنه ماء طاهر لاقی محلا طاهرا، فكان طاهرا، كما لو غسل به ثوب طاهر.

ثم قال :وأما المستعمل فی النجس فینظر فیه:

فإن انفصل من المحل وتغیر فهو نجس لقوله صلی الله علیه وسلم :إن الماء لا ینجسه شیء إلا ما غلب علی ریحه وطعمه ولونه .

وإن كان غیر متغیر ففیه ثلاثة أوجه:

أحدها :أنه طاهر، وهو قول أبی العباس وأبی إسحاق لأنه ماء لا یمكن حفظه من النجاسة فلم ینجس من غیر تغیر كالماء الكثیر إذا وقعت فیه نجاسة.

والثانی :أنه ینجس، وهو قول أبی القاسم الأنماطی لأنه ماء قلیل لاقی نجاسة، فأشبه ما وقعت فیه نجاسة.

والثالث :أنه إن انفصل والمحل طاهر فهو طاهر، وإن انفصل والمحل نجس، فهو نجس .وهو قول أبی العباس بن القاص لأن المنفصل من جملة الباقی فی المحل :فكان حكمه فی النجاسة والطهارة حكمه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۹ص ۳۶۱، مادة "میاه")

فأما الماء المستعمل فی إزالة النجاسة إذا لم یتغیر ففیه ثلاثة أوجه:

أظهرها أنه طاهر وهو قول أبی إسحاق،والثانی أنه نجس وهو قول ابی القاسم الأنماطی وقول ابی حنیفة،والثالث أنه إن انفصل والمحل طاهر فهو طاهر وإن انفصل والمحل نجس فهو نجس وهو قول ابن القاص.

فإذا قلنا إنه طاهر فهل یجوز الوضوء به فیه وجهان(حلیة العلماء فی معرفة مذاهب الفقهاء لابی بكر فخر الإسلام الشافعی ، ج ۱ ص ۸۴، فصل اما الماء المستعمل)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075 30

پاک ہونے کے بعد کا استعمال شدہ پانی پاک کہلائے گا۔ [1]

اور حنابلہ کے نزدیک جو پانی رفعِ حدث یعنی وضو یا غسل کے لئے استعمال کیا گیا ہو، اس سے ایک روایت کے مطابق دوبارہ وضو یا غسل کرنا درست ہے، اور دوسری روایت کے مطابق دوبارہ وضو یا غسل کرنا

---

[1] وَهَذَا كُله فِي غسالة اسْتعْملت فِي وَاجِب الطَّهَارَة أما المَاء الْمُسْتَعْمل فِي مندوبها كالثانية وَالثَّالِثَة فطاهر قطعا ومطهر على الْمَذْهَب وَالله أعلم(كفاية الاخيار فى حل غاية الاختصار، ج ا ص ۷۳، كتاب الطهارة، باب ازالة النجاسة)

فغسالة النجاسة إن انفصلت متغيرة الطعم أو اللون أو الريح بالنجاسة فهى نجسة بالإجماع والمحل المغسول باق على نجاسته وإن لم يتغير فإن كانت قلتين فطاهرة بلا خلاف ومطهرة على المذهب :وقيل فى كونها مطهرة وجهان وسنذكرهما إن شاء الله تعالى وإن كانت دون القلتين فثلاثة أوجه وحكاها الخراسانيون أقوالا أصحها الثالث وهو أنه إن انفصل وقد طهر المحل فطاهرة وإلا فنجسة قال الخراسانيون وهذا هو الجديد وصححه الجمهور فى الطريقتين :وقطع به المحاملى فى المقنع والجرجانى فى البلغة وشذ الشاشى فصحح فى كتابيه المعتمد والمستظهرى أنها طاهرة مطلقا وهو ظاهر كلام المصنف فى التنبيه والمختار ما صححه الجمهور قالوا والقول بالطهارة مطلقا هو القديم وبالنجاسة مطلقا خرجه الأنماطى من رفع الحدث :ووجه التخريج أنه انتقل إليه المنع كما فى المستعمل فى رفع الحدث قالوا فالجديد يقول حكم الغسالة حكم المحل بعد الغسل والقديم حكمها حكمها قبل الغسل والمخرج لها حكم المحل قبل الغسل ويتخرج على هذا الخلاف غسالة ولوغ الكلب :فإذا وقع من الاولى شء على ثوب أو غيره فعلى القديم لا يجب غسله وعلى الجديد يغسل ستا وعلى المخرج سبعا :ولو وقع من السابعة لم يغسل على الجديد والقديم ويغسل على المخرج مرة ومتى وجب الغسل عنها فإن سبق التعفير بالتراب لم يجب وإلا وجب وفى وجه ضعيف لكل غسلة سبع حكم المحل فيغسل منها مرة هذا كله إذا لم يزد وزن الغسالة فإن كانت النجاسة ببول مثلا فغسل فزاد وزن الغسالة ولم يتغير فطريقان المذهب القطع بأنها نجسة والثانى فيها الأقوال أو الأوجه :هذا كله فى الغسل الواجب فإذا اغسل المحل النجس غسلة واحدة فزالت النجاسة وحكمنا بطهارة المحل فهذه الغسالة طاهرة على الأصح كما ذكرنا وهل هى مطهرة فى إزالة النجاسة مرة أخرى فيه الطريقان السابقان فى أن المستعمل فى الحدث هل يستعمل مرة أخرى فى الحدث أصحهما لا والثانى على قولين فإذا قلنا هى مطهرة فى إزالة النجس ففى الحدث أولى :وإن قلنا ليست مطهرة فى النجس وهو المذهب فهل هى مطهرة فى الحدث فيه الوجهان المذكور ان فى الكتاب :الصحيح ليست مطهرة: وأما الغسلة الثانية والثالثة فى إزالة النجاسة فطاهرتان بلا خلاف وهل هما مطهرتان فى إزالة النجاسة فيه الوجهان المذكوران فى المستعمل فى نفل الطهارة أصحهما مطهرتان :فإن قلنا مطهرتان فى النجاسة ففى الحدث أولى وإلا فالوجهان :وأما الغسلة الرابعة فمطهرة بلا خلاف لأنها ليست مشروعة :وإذا بلغ المستعمل فى النجاسة الطاهر قلتين فالمذهب أنه مطهر قولا واحدا لحديث القلتين وبهذا قطع الجرجانى فى التحرير والبلغة وغيره وحكى البغوى فيه الوجهين فى المستعمل فى الحدث والله أعلم(المجموع شرح المهذب، ج ا ،ص ۱۵۹، ۱۶۰ ،كتاب الطهارة،باب ما يفسد الماء من الطاهرات وما لا يفسده)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075 30

درست نہیں، لیکن بہرحال ان کے نزدیک بھی یہ پانی اپنی ذات میں پاک شمار ہوتا ہے۔ ۱؎

اور جس پانی سے وضو یا غسل کیا گیا یعنی رفعِ حدث کے بجائے، ظاہری نجاست کو دور کیا گیا ہو، اور بالفاظِ دیگر نجاستِ حکمیہ کے بجائے نجاستِ حقیقیہ کو دور کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہو، مثلاً پیشاب، پاخانہ دھونے کے لئے استعمال کیا گیا ہو، تو اس غرض کے لئے استعمال شدہ وہ پانی اگر نہ تو چلتا پانی ہو، جسے ماءِ جاری کہا جاتا ہے، اور نہ ہی زیادہ پانی ہو، جسے ماءِ کثیر کہا جاتا ہے، تو حنابلہ کے نزدیک اس پانی کا حکم شافعیہ کی طرح ہے۔ ۲؎

۱؎ الماء المستعمل عند الحنابلة: قال الحنابلة: الماء الذى استعمل فى رفع حدث أو إزالة نجس ولم يتغير أحد أوصافه طاهر غير مطهر لا يرفع حدثا ولا يزيل نجسا وهذا هو ظاهر المذهب عندهم.
وعند أحمد رواية أخرى أنه طاهر مطهر.
أما الماء المستعمل فى طهارة مستحبة كتجديد الوضوء والغسلة الثانية والثالثة فيه والغسل للجمعة والعيدين وغيرهما ففيه روايتان:
إحداهما: أنه كالمستعمل فى رفع الحدث لأنه طهارة مشروعة أشبه ما لو اغتسل به من جنابة.
والثانية: لا يمنع الطهورية لأنه لم يزل مانعا من الصلاة أشبه ما لو تبرد به، فإن لم تكن الطهارة مشروعة لم يؤثر استعمال الماء فيها شيئا كالغسلة الرابعة فى الوضوء لم يؤثر استعمال الماء فيها شيئا وكان كما لو تبرد أو غسل به ثوبه، ولا تختلف الرواية أن ما استعمل فى التبرد والتنظيف أنه باق على إطلاقه، قال ابن قدامة: ولا نعلم فيه خلافا.
وأما المستعمل فى تعبد من غير حدث كغسل اليدين من نوم الليل، فإن قلنا ليس ذلک بواجب لم يؤثر استعماله فى الماء، وإن قلنا بوجوبه فقال القاضى: هو طاهر غير مطهر، وذكر أبو الخطاب فيه روايتين، إحداهما: أنه يخرج عن إطلاقه لأنه مستعمل فى طهارة تعبد أشبه المستعمل فى رفع الحدث، ولأن النبى صلى الله عليه وسلم نهى أن يغمس القائم من نوم الليل يده فى الإناء قبل غسلها، فدل ذلک على أنه يفيد منعا. والرواية الثانية أنه باق على إطلاقه لأنه لم يرفع حدثا، أشبه المتبرد به(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۹ص ۳۶۲، ۳۶۳، مادة "مياه")

۲؎ قوله (وإن أزيلت به النجاسة، فانفصل متغيرا، أو قبل زوالها، فهو نجس). إذا انفصل الماء عن محل النجاسة متغيرا. فلا خلاف فى نجاسته مطلقا، وإن انفصل قبل زوالها غير متغير، وكان دون القلتين: انبنى على تنجيس القليل بمجرد ملاقاة النجاسة، على ما يأتى فى أول الفصل الثالث. وقيل: بطهارته على محل نجس مع عدم تغيره؛ لأنه وارد، واختاره فى الحاوى الكبير. ذكره فى باب إزالة النجاسة، لأنه لو كان نجسا لما طهر المحل؛ لأن تنجيسه قبل الانفصال ممتنع. وعقيب الانفصال ممتنع؛ لأنه لم يتجدد له ملاقاة النجاسة. قوله (وإن انفصل غير متغير بعد زوالها، فهو طاهر). إن كان المحل أرضا، هذا المذهب. وعليه جماهير الأصحاب. قال فى مجمع البحرين: ولا خلاف بين الأصحاب فى طهارة هذا فى الأرض، وجزم به فى المحرر، والنظم، والوجيز. وغيرهم، وقدمه فى الفروع، والرعايتين، وابن تميم وغيرهم. وذكر القاضى،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075030

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ جس پانی سے وضو یا غسل کیا جائے، وہ پانی چاروں فقہائے کرام میں سے کسی کے نزدیک بھی ناپاک نہیں ہوتا، البتہ اکثر فقہائے کرام کے نزدیک بعض صورتوں میں اس کو دوبارہ پاکی حاصل کرنے کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہوتا۔

اور مذکورہ حکم بھی اُس پانی کے بارے میں ہے، جو کہ بہتا ہوا اور زیادہ مقدار میں نہ ہو، کہ وضو اور غسل کرنے کی وجہ سے وہ پانی مستعمَل بن جاتا ہے۔

لیکن اگر وہ پانی بہتا ہوا ہو، جسے ماءِ جاری کہا جاتا ہے، یا زیادہ مقدار میں ہو، جسے ماءِ کثیر کہا جاتا ہے، تو اس سے وضو اور غسل کرنے سے وہ ماءِ مستعمَل یعنی استعمال شدہ پانی نہیں بنتا، بلکہ وہ بدستور اپنی حالت پر پاک

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأبو الخطاب، وأبو الحسين وجها :أن المنفصل عن الأرض .كالمنفصل عن غيرها فى الطهارة والنجاسة . وحكاه ابن البنا فى خصاله رواية .قلت :وهو بعيد جدا .وعنه :طهارة منفصلة عن أرض أعيان النجاسة فيه مشاهدة.

قوله (وإن كان غير الأرض فهو طاهر) . فى أصح الوجهين .وكذا قال ابن تميم، وصاحب المغنى، والهداية، وهو المذهب .وعليه جماهير الأصحاب، وجزم به فى الوجيز، والمنور، والمنتخب، وقدمه فى الفروع، والمستوعب، والشرح، والرعايتين، والحاويين وغيرهم .قال فى الكافى :أظهرهما طهارته، وصححه فى مجمع البحرين، والنظم، وابن عبيدان .والوجه الثانى :أنه نجس، اختاره ابن حامد .وأطلقهما فى الخلاصة.

تنبيه :محل الخلاف وهو مراد المصنف وغيره ممن أطلق إذا كان المزال به دون القلتين .أما إذا كان قلتين فأكثر، فإنه طهور بلا خلاف .قاله فى الرعاية، وهو واضح.

تنبيه :كثير من الأصحاب يحكى الخلاف وجهين .وحكاهما ابن عقيل ومن تابعه روايتين، وقدمه فى المستوعب.فائدة :فعلى القول بنجاسته :يكون المحل المنفصل عنه طاهرا .صرح به الآمدى .ومعناه كلام القاضى .وقيل :المحل نجس كالمنفصل عنه .جزم به فى الانتصار، وهو ظاهر كلام الحلوانى .قال ابن تميم :وما انفصل عن محل النجاسة متغيرا بها :فهو والمحل نجسان، وإن استوفى العدد .وقال الآمدى: يحكم بطهارة المحل .انتهى .وقال ابن عبيدان لما نصر أن الماء المنفصل بعد طهارة المحل طاهر ولنا :أن المنفصل بعض المتصل .فيجب أن يعطى حكمه فى الطهارة والنجاسة .كما لو أراق ماء من إناء .ولا يلزم الغسالة المتغيرة بعد طهارة المحل؛ لأنا لا نسلم قصور ذلك، بل نقول :ما دامت الغسالة متغيرة فالمحل لم يطهر .وقال فى الفروع :وفى طهارة المحل مع نجاسة المنفصل وجهان .قوله (وهل يكون طهورا؟ على وجهين) . بناء على الروايتين، فيما إذا رفع به حدث، على ما تقدم .وأطلقهما فى الكافى، والمحرر، والمستوعب، والمغنى، وابن تميم، والحاويين .أحدهما :لا يكون طهورا، وهو المذهب، جزم به فى الوجيز وغيره .وصححه فى التصحيح وغيره.وقدمه فى الفروع، والرعايتين وغيرهم .قال فى مجمع البحرين :هذا الصحيح .والوجه الثانى :أنه طهور .قال المجد :وهو الصحيح، قال الشيخ تقى الدين :هذا أقوى(الإنصاف فى معرفة الراجح من الخلاف، لعلاء الدين أبو الحسن على بن سليمان المرداوى الدمشقى الصالحى الحنبلى، ج ۱،ص۴۷،كتاب الطهارة،باب المياه)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

رہتا ہے، کہ وہ خود بھی پاک ہوتا ہے، اور دوسری چیز کو پاک کرنے کی صلاحیت بھی اس میں موجود رہتی ہے، جسے فقہی زبان میں طاہر اور مطہر کہا جاتا ہے۔ [۱]

اور یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ مذکورہ تفصیل ان صورتوں تک محدود ہے، جن میں پانی کو نجاست دور کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہو، خواہ وہ نجاستِ حکمی ہو یعنی وضو یا غسل کرنے کے لئے، یا وہ نجاستِ حقیقی وظاہری ہو یعنی مثلاً پیشاب، پاخانہ وغیرہ دور کرنے کے لئے۔

اور اگر کسی پانی سے کوئی پاک چیز صاف کرنے کے لئے دھوئی گئی، جیسا کہ پاک کپڑا، یا پاک سبزی یا چاول وغیرہ دھوئے گئے، تو اس کی وجہ سے یقینی طور پر وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

بعض لوگوں کو پیشاب، پاخانہ کرنے کے بعد پانی سے استنجاء کرتے وقت یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ استنجے والے پانی کی چھینٹیں دائیں بائیں اُچٹ کر ان کے جوتوں، پاؤں یا لباس پر پڑ گئی ہیں، جس کی وجہ سے وہ پریشان ہوتے ہیں۔

اور اس کی وجہ سے اپنے جوتوں، پاؤں یا لباس کو ناپاک سمجھ بیٹھتے ہیں، اور بعض اوقات ان چیزوں کو دھونے اور پاک کرنے کی جدوجہد میں بھی پڑتے ہیں۔

حالانکہ اوّلاً تو پانی کی ان چھینٹوں کا پاؤں یا لباس وغیرہ پر پڑنا ضروری نہیں، دوسرے ان چھینٹوں کا ناپاک ہونا ضروری نہیں، تیسرے اس طرح کے مواقع پر شریعت کی طرف سے دفعِ حرج کے لئے اس نوعیت کی چھینٹوں کو معاف ودرگزر کردیا گیا ہے۔ [۲]

---

[۱] أما إذا انغمس فی الماء القلیل بنیة رفع الحدث، کان الماء کله مستعملا عند الحنفیة والمالکیة والشافعیة، لکن عند الحنابلة یبقی الماء علی طهوریته ولا یرفع الحدث .وکذلک یکون الماء مستعملا عند الحنفیة لو تدلک ولو لم ینو رفع الحدث؛ لأن التدلک فعل منه یقوم مقام نیة رفع الحدث(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۱ ص ۸۲، مادة "آبار")

[۲] چنانچہ بعض فقہائے کرام نے نجاستِ حقیقیہ کے استعمال شدہ پانی کو دفعِ حرج کی وجہ سے معاف قرار دیا ہے، نیز فقہائے کرام نے پانی پر نجاست گرتے وقت اچٹنے والی چھینٹوں کو اور غسالۂ میت اور طینِ شوارع اور پیشاب کی باریک باریک چھینٹوں کو نجس ہونے کے باوجود دفعِ حرج اور عمومِ بلویٰ کی وجہ سے معاف قرار دیا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ پانی سے استنجاء کرتے وقت اس طرح کی چھینٹوں سے احتراز ممکن نہیں، اور شارع علیہ الصلاۃ والسلام اور سلف سے استنجاء کرتے وقت اس طرح کی چھینٹوں سے احتراز کا اہتمام ثابت نہیں۔

(وأما المستعمل فی النجس فینظر فیه فإن انفصل عن المحل متغیرا فهو نجس لقوله صلی الله علیه وسلم الماء طهور لا ینجسه شء إلا ما غیر طعمه أو ریحه وإن کان غیر متغیر فثلاثة أوجه أحدها أنه طاهر وهو قول

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075300

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أبی العباس وأبی اسحق لأنه ماء لا یمکن حفظه من النجاسة فلم ینجس من غیر تغیر کالماء الکثیر إذا وقع فیه نجاسة :والثانی انه نجس وهو قول الانماطی لانه ماء قلیل لا قی نجاسة فأشبه إذا وقعت فیه نجاسة : والثالث أنه إن انفصل والمحل طاهر فهو طاهر وإن انفصل والمحل نجس فهو نجس وهو قول ابن القاص لأن المنفصل من جملة الباقی فی المحل فکان حکمه فی النجاسة والطهارة حکمه :فإن قلنا إنه طاهر فهل یجوز الوضوء به فیه وجهان قال ابن خیر ان یجوز وقال سائر أصحابنا لا یجوز وقد مضی توجیههما)

(الشرح) أما الحدیث المذکور فسبق فی أول باب ما یفسد الماء من النجاسات أنه ضعیف ولکن یحتج علی نجاسة الماء المتغیر بنجاسة بالإجماع کما سبق هناک :وأما أبو العباس فهو ابن سریج الإمام المشهور وهذا أول موضع جاء ذکره فیه فی المهذب وقد ذکرت فی فصول مقدمة الکتاب أنه متی أطلق فی المهذب أبا العباس فهو ابن سریج وهو أحمد بن عمر بن سریج الإمام البارع قال المصنف فی الطبقات کان القاضی أبو العباس بن سریج من عظماء الشافعیین وأئمة المسلمین وکان یقال له الباز الأشهب وولی القضاء بشیراز وکان یفضل علی جمیع أصحاب الشافعی قال وفهرست کتبه یعنی مصنفاته تشتمل علی اربعمائة مصنف وقام بنصرة مذهب الشافعی تفقه.علی أبی القاسم الأنماطی وأخذ عنه فقهاء الإسلام وعنه انتشر فقه الشافعی فی أکثر الآفاق توفی ببغداد سنة ست وثلثمائة رحمه الله (قلت) وهو أحد أجدادنا فی سلسلة التفقه(المجموع شرح المهذب، ج ا،ص۱۵۸،۱۵۹،کتاب الطهارة،باب ما یفسد الماء من الطاهرات وما لا یفسده)

وفی الفتح :وما ترشش علی الغاسل من غسالة المیت مما لا یمکنه الامتناع عنه ما دام فی علاجه لا ینجسه لعموم البلوی، بخلاف الغسلات الثلاث إذا استنقعت فی موضع فأصابت شیئا نجسته اهـ أی :بناء علی ما علیه العامة من أن نجاسة المیت نجاسة خبث لا حدث کما حررناه فی أول فصل البئر(ردالمحتار، ج ا ص۳۲۵، کتاب الطهارة، باب الانجاس)

وفی السراج الوهاج غسالة المیت نجسة أطلق ذلک محمد فی الأصل والأصح أنه إذا لم یکن علی بدنه نجاسة یصیر الماء مستعملا ولا یکون نجسا إلا أن محمدا إنما أطلق ذلک؛ لأن بدن المیت لا یخلو عن نجاسة غالبا(البحرالرائق، ج ا ص۲۴۵، کتاب الطهارة، باب الانجاس)

ولو ألقیت نجاسة فی ماء فأصابه من وقعها لا ینجسه ما لم یظهر أثر النجاسة ویعفی عما لا یمکن الاحتراز عنه من غسالة المیت ما دام فی علاجه لعموم البلوی(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح، ج ا ص۶۲، کتاب الطهارة، باب الانجاس والطهارة عنها)

قوله " :من غسالة المیت "أی مطلقا ولو کان علی بدنه نجاسة کما فی الفتح(حاشیة الطحطاوی علی المراقی، ج ا ص۱۵۸، کتاب الطهارة، باب الانجاس والطهارة عنها)

(قوله :کرء وس الإبر) أقول ولو أصابه ماء فکثر فإنه لا یجب غسله، والمراد برء وس الإبر ما یشمل ولو محل إدخال السلک وما أصاب الغاسل من غسالة المیت مما لا یمکن الامتناع عنه ما دام فی علاجه لا ینجسه لعموم البلوی کذا فی البحر(حاشیة الشرنبلالی علی دررالحکام شرح غرر الاحکام، ج ا ص۴۷، کتاب الطهارة، باب تطهیر الانجاس)

ویعفی عما لا یمکن الاحتراز أو الامتناع عنه من غسالة المیت ما دام فی تغسیله، لعموم البلوی .کما یعفی عن طین الشوارع، إلا إذا علم عین النجاسة للضرورة(الفقه الاسلامی وادلته، ج ا ص۳۲۲، القسم الاول،الباب الاول، الفصل الثانی، المبحث الثانی)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

مقالات و مضامین (جنت اور اس کی بہاریں: قسط ۱۶) مفتی محمد امجد حسین

جنت کے قرآنی مناظر

(الف)...... إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ. دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورة يونس، رقم الآيات ۹، ۱۰)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے انہیں ان کا رب ان کے ایمان کے سبب ہدایت کرے گا ان کے نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہتی ہوں گی۔
اس جگہ ان کی دعا یہ ہوگی کہ اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور وہاں ان کا باہمی تحفہ سلام ہوگا اور ان کی دعا کا خاتمہ اس پر ہوگا سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے (سورہ یونس)

جنت میں بار بار بولے جانے والے مخصوص کلمات

اوپر کی دوسری آیت میں، جنت میں کثرت سے استعمال ہونے والے تین مخصوص کلمات کا ذکر ہے۔
پہلا کلمہ "**سبحانک اللھم**" (یعنی "اے اللہ تو پاک ہے") ہے۔
یہ کلمہ اہلِ جنت کسی چیز کی خواہش اور طلب کے وقت کہیں گے، جس پر وہ چیز ان کے لئے حاضر و موجود کر دی جائے گی۔ دوسرا "**سلام**" (یعنی "تم پر سلامتی ہو") ہے۔
یہ کلمہ دنیا و آخرت میں، اللہ کو پسند ہے، دنیا میں مسلمانوں کی ملاقات کے موقعہ کے لئے اسے مقرر فرمایا ہے، اور اللہ کے نبی نے سلام کو عام کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ [۱]

[۱] عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أفشوا السلام، وأطعموا الطعام، واضربوا الهام، تورثوا الجنان (سنن الترمذي، رقم الحديث ۱۸۵۴)
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کو پھیلاؤ لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور کافروں کو قتل کرو (یعنی جہاد کرو) اس طرح تم لوگ جنت کے وارث ہو جاؤ گے (ترمذی)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075307530

اور صرف خاص خاص اور جان پہچان والے لوگوں تک سلام کو محدود کرنے کو قُربِ قیامت کی نشانی بتلایا ہے۔ ۱؎

جنت میں بھی اہل جنت باہم ملاقات اور آمنا سامنا ہونے کے وقت سلام کہیں گے (جیسا کہ زیرِ بحث آیت میں ہے) اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اہلِ جنت کو سلام بھیجا جائے گا، جیسا کہ سورہ یسین میں ہے کہ:

سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ (سورہ یس ۵۸)

ترجمہ: پروردگار مہربان کی طرف سے سلام (کہا جائے گا) (سورہ یٰس)

اور فرشتے بھی اہلِ جنت کو سلام کہیں گے۔

وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ. سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (سورة الرعد، رقم الآيات ۲۳، ۲۴)

ترجمہ: اور فرشتے (بہشت کے) ہر ایک دروازے سے انکے پاس آئینگے، (اور کہیں گے) تم پر سلامتی ہو (یہ) تمہاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے اور عاقبت کا گھر خوب (گھر) ہے (سورہ رعد)

اور خود جنت بھی "دار السلام" ہے، یعنی سلامتی کا گھر ہے۔

تیسرا کلمہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" (یعنی "تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں") ہے، جو اہلِ جنت، جنت میں نعمتیں حاصل ہونے، کوئی مراد اور حاجت پوری ہونے، کوئی طلب اور خواہش مکمل ہونے اور بات چیت اور مجلس وملاقات کے اختتام پذیر ہونے پر کہیں گے۔

(ب)...... وَاللّٰهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ. لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ أُولَئِكَ

۱؎ عن طارق، عن عبد الله، قال له: يا أبا عبد الرحمن، تسليم الرجل عليك، فقلت: صدق الله ورسوله؟ قال: فقال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "بين يدي الساعة تسليم الخاصة، وتفشو التجارة، حتى تعين المرأة زوجها على التجارة، وتقطع الأرحام (مسند احمد، رقم الحديث ۳۹۸۲)

ترجمہ: طارق بن شہاب نے ایک مرتبہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے ابو عبد الرحمٰن! ایک آدمی نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے قریب سلام مخصوص ہو جائے گا، تجارت اتنی پھیل جائے گی کہ بیوی شوہر کے ساتھ تجارت میں ہاتھ بٹائے گی اور رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی (مسند احمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (سورة يونس، رقم الآيات ۲۵، ۲۶)

ترجمہ:اور خدا سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ جن لوگوں نے نیکوکاری کی انکے لئے بھلائی ہے اور (مزید برآں) اور بھی اور ان کے چہروں پر نہ تو سیاہی چھائے گی اور نہ رسوائی۔ یہی جنتی ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (سورہ یونس)

جنت دارالسلام ہے

جنت کو اللہ تعالیٰ ''دارالسلام'' کے نام سے یاد کر کے، بذاتِ خود اس کی طرف بلا رہے ہیں، سلامتی والے اس گھر میں داخل ہونے کی دعوت دے رہے ہیں ؎

ذوقِ ایمان ہو تو کریم رب کی اس دعوت پر آدمی جھوم جھوم جائے

حدیث میں بھی اس دعوت کا، جنت کی طرف اللہ کے اس بلاوے کا ایک عمدہ مثال کے ساتھ ذکر آیا ہے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَتْ مَلاَئِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ :إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ :إِنَّ العَيْنَ نَائِمَةٌ، وَالقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا :إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هَذَا مَثَلًا، فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ :إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ :إِنَّ العَيْنَ نَائِمَةٌ، وَالقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا :مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا، وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا، فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ المَأْدُبَةِ، وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ المَأْدُبَةِ، فَقَالُوا :أَوِّلُوهَا لَهُ يَفْقَهْهَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ :إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ :إِنَّ العَيْنَ نَائِمَةٌ، وَالقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا :فَالدَّارُ الجَنَّةُ، وَالدَّاعِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ (بخاري، رقم الحديث ۷۲۸۱)

ترجمہ: فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اس وقت آپ سوئے ہوئے تھے، بعض نے کہا وہ سوئے ہوئے ہیں اور بعض نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور قلب بیدار ہے انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ان کی ایک مثال ہے وہ مثال تو بیان کرو، بعض نے کہا وہ سوئے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075530

ہوئے ہیں بعض نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار ہے، چنانچہ ان لوگوں نے کہا کہ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے، جس نے ایک گھر بنایا، اور اس میں ایک کھانے پینے کا ایک خوان لگایا، اور ایک شخص بلانے والے کو بھیجا جس نے بلانے والے کی دعوت قبول کی تو وہ گھر میں داخل ہوا اور دستر خوان سے کھایا اور جس نے بلانے والے کی دعوت قبول نہ کی وہ نہ تو گھر میں داخل ہوا اور نہ ہی دستر خوان سے کھایا، ان لوگوں نے کہا کہ وہ تو سوئے ہوئے ہیں اور بعض نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور قلب بیدار ہوتا ہے، پھر فرمایا کہ گھر تو جنت ہے اور بلانے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، چنانچہ جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی، جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں (یعنی ایمان وکفر کی حد قائم کرنے والے ہیں، جو آپ کی دعوت قبول کرے، وہ مومن، جو ٹھکرائے وہ منکر) (بخاری)

حاصلِ کلام

جنت میں سلام اہلِ جنت کا تکیہ کلام، ملاقات اور میل ملاپ کا تمہیدی اور اختتامی کلمہ ہوگا، فرشتوں کی طرف سے بھی اہلِ جنت کے ساتھ اسی مبارک اور سلامتی والے کلمہ کے ساتھ تخاطب ہوگا، خود رب العالمین کی طرف سے اہلِ جنت کو سلام بھیجا جائے گا، اور جنت کا نام بھی دارالسلام رکھا گیا ہے، کیوں نہ ہو کہ وہاں غموں سے، دکھ پریشانیوں سے، رنج وآفت اور بیماریوں سے، فقر وفاقہ محتاجی سے، ظالموں کے ظلم سے، اشرار کے شر سے، حاسدین کے حسد سے، زبردستوں اور طاقت واقتدار والوں کی زبردستی اور قہر وجبر سے، سلامتی اور عافیت ہوگی، نعمتیں جو جو بھی، جیسی جیسی بھی، جتنی جتنی بھی، ہوں گی، لازوال اور سدا بہار ہوں گی، جنت میں قیام ہمیشہ کا ہوگا، وہاں سے نکالے جانے سے سلامتی ہوگی، جوانی سدا بہار اور ہمیشہ کی ہوگی، بڑھاپے سے سلامتی ہوگی، صحت دائمی اور مستقل ہوگی، مرض اور بیماری سے سلامتی ہوگی، زندگی ابدالآباد تک کے لئے ہوگی، موت سے سلامتی ہوگی، عزت جس حد تک بھی حاصل ہوگی، ہمیشہ کے لئے ہوگی، عزت ومرتبہ اور قدر ومنزلت کے زوال سے سلامتی ہوگی۔

دوسری آیت میں ''احسنوا'' (یعنی ایمان واعمال صالحہ) کرنے والوں کو ''حُسنیٰ'' کی بشارت ہے، یہ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

’’حُسنیٰ‘‘ بھی جنت کا ایک نام ہے کہ وہ ہر طرح کے حسن و اچھائی سے بھرپور اور حسنِ عمل کے بدلے میں ملے گی، اور جنت کے ساتھ ساتھ، اس آیت میں ایک اضافی مزید نعمت ملنے کی بھی بشارت ہے، جو جنت سے بھی بڑھ کر ہوگی، یہ نعمت دیدارِ الٰہی کی ہے، جس کو اس آیت میں ’’زیادۃ‘‘ فرمایا گیا ہے، حدیث میں اس زیادت کی تفصیل یوں آئی ہے۔

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، قَالَ: يَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى :تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ :أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا؟ أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ، وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ قَالَ :فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ، فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ "،ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: (لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ)(مسلم، رقم الحديث ۲۹۷ و ۲۹۸"۱۸۱")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمام جنت والے جنت میں چلے جائیں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ کیا تم مزید کچھ چاہتے ہو وہ جنتی عرض کریں گے اے اللہ کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا؟ کیا تو نے ہم کو دوزخ سے نجات نہیں دی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ ان کے اور اپنے درمیان سے پردے اٹھا دیں گے اور جنتی اللہ کا دیدار کریں گے تو ان کو اس دیدار سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں ہوگی، پھر نبی ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی’’ للذين أحسنوا الحسنى وزيادة ‘‘(مسلم)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

نظارۂ وطن   (جس دیس میں سندھو بہتا ہے)   محمد امجد حسین

ٹھٹھہ کے کوہ و دمن میں (قسط ۲)

قائد آباد سے ٹھٹھہ کو

قائد آباد، لانڈھی کا علاقہ ہے، بڑی مشہور اور مصروف جگہ ہے، یہاں کھوے سے کھوا چھلتا ہے، شہر کے مختلف اطراف کے روٹ جہاں آ کر ملتے ہیں، یہ قائد آباد کا مرکز ہے، یہاں بہت بڑا افلائی اوور ہے، اس کے نیچے سے ٹھٹھہ، سجاول، بدین کے لئے ہائی ایس ملتی ہے، یہ مذکورہ تینوں جگہیں بالترتیب ایک ہی روٹ پر ہیں، پہلے ٹھٹھہ آتا ہے، ٹھٹھہ سے سیدھی روڈ حیدر آباد کو چلی جاتی ہے، جو یہاں سے نوے کلومیٹر کے قریب مسافت پر ہے، اور دوسری روڈ ٹھٹھہ کی تاریخی شاہجہانی مسجد کے سامنے سے گزرتی ہوئی آگے پھر بڑی سڑک نیشنل ہائی وے سے مل جاتی ہے، اور سجاول بدین کی طرف چلی جاتی ہے، ٹھٹھہ کا فاصلہ قائد آباد سے تقریباً 100 کلومیٹر ہے، ہائی ایس میں ٹھٹھہ کا کرایہ بھی 100 روپے تھا، گویا ایک روپے فی کلومیٹر، قائد آباد سے نکل کر آگے بیسیوں کلومیٹر تک ضلع ملیر پھیلا ہوا ہے، جو کراچی کے پانچ اضلاع میں سب سے لمبا، بڑا اور وسیع ضلع ہے، کراچی کا نقشہ ملاحظہ کریں تو واضح ہوگا کہ کراچی کے چاروں اضلاع سے زیادہ رقبے کو یہ ایک ضلع محیط ہے، اور اس کا کچھ تھوڑا حصہ ہی گنجان آباد ہے، باقی میلوں تک علاقہ خالی پڑا ہوا ہے، جہاں بازار یا آبادیاں ہیں، وہاں بھی اندرون شہر کی طرح بے ہنگم اور بے حساب و کتاب سلسلہ نہیں، بلکہ ملک کے چھوٹے قصبات یا شہروں کی طرح محدود آبادیاں اور بازار ہیں، پھر آگے خالی قطعات ورقبات پھیلے ہوئے ہیں، جن میں جھاڑ جھنکاڑ اُگے ہوئے اور ریت بچھی ہوئی ہے، ضلع ملیر ختم ہوتے ہی ضلع ٹھٹھہ شروع ہو جاتا ہے، قائد آباد سے نکل کر ملیر سے ٹھٹھہ کی شاہراہ بڑی کشادہ، ہموار اور عمدہ بنی ہوئی ہے، یہ روڈ نیشنل ہائی وے کہلاتی ہے، یہ سپر ہائی وے کے علاوہ ہے، جو کراچی کی بڑی قومی شاہراہ ہے، اور سہراب گوٹھ کی طرف سے کراچی میں داخل ہوتی ہے، حیدر آباد کے لئے سہراب گوٹھ کی طرف سے سپر ہائی وے کا روٹ ہی اصل راستہ ہے، ٹھٹھہ سے حیدر آباد کا روٹ، ٹھٹھہ، سجاول وغیرہ کے لئے مناسب ہے، کراچی سے حیدر آباد کے لئے ٹھٹھہ کا یہ روٹ نسبتاً لمبا پڑتا ہے، ٹھٹھہ ریلوے لائن سے ہٹ

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

کر ہے، حیدرآباد سے کراچی کے ریلوے لائن پر ٹھٹھہ کے لئے قریب ترین سٹیشن "جنگ شاہی سٹیشن ہے" جہاں سے ٹھٹھہ کو روڈ جاتی ہے، اور دس کلومیٹر سے کم مسافت پر ٹھٹھہ ہے، یہ نیشنل ہائی وے سٹیل مل کے قریب ایک لنک روڈ کے ذریعے سپر ہائی وے سے بھی ملائی گئی ہے۔

نیشنل ہائی وے پر قائدآباد سے ٹھٹھہ تک اہم اور قابلِ ذکر جگہیں یہ ہیں:

سٹیل مل، گلشنِ حدید، بن قاسم، دھابیجی، بھمبور [1] اور ہالیجی جھیل۔

مکلی کا شہرِ خموشاں

شہرِ خموشاں قبرستان کو کہتے ہیں، کیونکہ موت کے خوابِ گراں نے یہاں خاموشی کا افسوں پھونکا ہوتا ہے، ان ساکنانِ قبور کے نہ ہاتھ سے کسی کو تکلیف پہنچتی ہے، نہ زبان سے، لیکن دنیا ومافیہا سے بے خبر موت کی چادر اوڑھے ان سونے والوں میں سے کتنے ہوں گے جو یہاں آنے سے پہلے زندگی میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتے ہوں گے، اور ان کے شوروشر سے چہار دانگ عالم میں لرزہ طاری رہتا ہوگا؟ اسی مکلی قبرستان ہی کو دیکھ لیجئے، یہاں ترخان خاندان کے حکمرانوں مرزا عیسیٰ خان ترخان، مرزا باقی بیگ، جانی بیگ، غازی بیگ کی قبریں بھی ہیں (اور ترخان گھرانے کی بیگمات وشاہزادوں کی بھی) جنہوں نے 962ھ تا 1021ھ سندھ پر حکومت کی (یہ ہندوستان پر مغلِ اعظم اکبر کی حکمرانی کا زمانہ ہے) ان میں سے خاص طور پر مرزا باقی بیگ (زمانہ حکومت 980ھ تا 993ھ) وہ درندہ صفت، ظالم اور خونخوار شخص گزرا ہے، جو سندھ کے لوگوں پر آئے روز نئی نئی قیامتیں ڈھاتا تھا، تحفۃ الکرام کے مطابق کوئی دن نہ جاتا تھا کہ وہ لوگوں کی ڈاڑھیاں نہ نچواتا، ان کے ناک کان نہ کٹواتا، ہاتھی کے پاؤں میں بندوا کر گلی کوچوں میں پھرا پھرا کر ان کو نہ رندھواتا، کشتی میں بٹھا بٹھا کر دریا میں پھینکواتا، اس کی عجیب وغریب گھٹیا، احمقانہ،

---

[1] بھمبور قدیم دیبل ہے، جہاں سے ابنِ قاسم نے سندھ کی فتوحات کا آغاز کیا تھا، یہ ساحلِ سمندر پر ہے، یہاں قدیم کھنڈرات اور ایک میوزیم بھی ہے، نیشنل ہائی وے سے ان آثارِ قدیمہ کی طرف روڈ جاتی ہے) گھارو (گھارو بڑا اہم اور تاریخی قصبہ ہے، یہیں سے کیٹی بندر اور قدیم شاہ بندر کی طرف روڈ جاتی ہے، جو سندھ کی قدیم بندرگاہیں رہی ہیں، صدیوں تک سندھ کی بین الاقوامی بحری تجارت کے مراکز رہے ہیں، گھارو سے کیٹی بندر تک کشادہ اور عمدہ سڑک بنی ہوئی ہے، جو 90 کلومیٹر کے لگ بھگ ساحلِ سمندر کے قریب تک چلی گئی ہے، محترمہ بے نظیر بھٹو کا کیٹی بندر کے لئے بہت بڑا ماسٹر پلان تھا، یہ کارپٹڈ شاہراہ جو گھارو سے کیٹی بندر کی طرف نکالی گئی ہے، اسی سلسلے کی پہلی کڑی تھی، اگلا مرحلہ کیٹی بندر کے نام سے کئی سو میگاواٹ کے پاور پلانٹ کا اور ایک عظیم بندرگاہ کا قیام تھا، لیکن یہ خواب شرمندہ تعبیر ہونے سے پہلے ہی محترمہ کی حکومت کا دھڑن تختہ ہوگیا تھا، پھر ن لیگ کی جو حکومت قائم ہوئی، انہوں نے اس منصوبے کی بجائے موٹروے کا منصوبہ مکمل کیا، پھر اس کے بعد کیٹی بندر کے بجائے گوادر کا شہرہ آفاق منصوبہ روبہ عمل آیا، اس طرح شائد کیٹی بندر کا منصوبہ طاقِ نسیاں میں ہی پڑا رہے کہ یہ مستقبل قریب میں ترجیحات کی فہرست میں دور دراز تک نظر نہیں آرہا۔ امجد

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075530

بخیلانہ اور ظالمانہ حرکتیں تاریخ کے صفحات پر رقم ہیں، ایک دوسرے ترخان کے بارے میں ملتا ہے کہ 12 سے 14 سال کی دوشیزاؤں کا رسیا تھا، اور ایک دفعہ کے بعد ان کو ہاتھ بھی نہ لگاتا، اور روز اس کے لئے نئی فراہم کی جاتی۔

میر علی شیر قانع (ولادت ۱۱۴۰ھ یعنی تین سو سال پہلے) نے تحفۃ الکرام اور مکلی نامہ لکھ کر ٹھٹھہ اور مکلی قبرستان کی تاریخ کو بڑی حد تک محفوظ کر دیا ہے، مکلی نامہ سے بھی پہلے شیخ اعظم ٹھٹھوی نے ''تحفۃ الطاہرین'' کر لکھ ٹھٹھہ شہر کی تاریخ اور مکلی میں مدفون مشاہیر کے قبروں کے آثار ونشان، ان کا محلِ وقوع اور ان کا ضروری تعارف دیا تھا، مکلی نامہ فارسی اشعار میں نظم میں ہے، اور اس میں میر قانع کا شاعرانہ اور ادیبانہ کمال اپنے جوبن پر ہے، کلام میں بھرپور رونق اور رنگینی ہے۔

50ء کے عشرے میں سندھ کے معروف صاحبِ علم اور فاضل شخصیت جناب پیر حسام الدین راشدی صاحب (متوفی 1982ء) نے پہلی دفعہ مکلی نامہ کے اصل مسودے کو دریافت کر کے جو خود میر علی شیر کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا، اور میر کی ذاتی بیاض میں تھا، اور لکھے جانے کے وقت سے لے کر پیر صاحب کے ہاتھ لگنے تک (لگ بھگ دوسو سال) کبھی بھی شائع نہیں ہوا، دنیا کے سامنے نہیں آیا، پیر صاحب نے اسے ایڈٹ کر کے، اس پر مفصل فاضلانہ حواشی لکھ کر اسے گوشۂ گم نامی سے نکال کر سندھ ادبی بورڈ سے شائع کرایا، اس وقت سے دنیا مکلی کے مدفون خزانوں اور ان کی تاریخی اہمیت سے واقف ہوئی۔

میں نے مکلی نامہ پیر حسام الدین کا ایڈٹ کردہ پہلی دفعہ کوئی دوسال پہلے اپریل 2012ء میں اسلام آباد پاک چائنہ فرینڈشپ سنٹر میں کتابوں کی ملکی سطح کی ایک بڑی نمائش میں سندھ ادبی بورڈ کے سٹال پر دیکھی تھی۔

اس سے پہلے میر قانع صاحب کی دو کتابیں مقالات الشعراء اور تحفۃ الکرام میرے پاس موجود تھیں، تحفۃ الکرام کو 50ء کے عشرے میں ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب اور ایک دوسرے صاحبِ علم مخدوم امیر احمد نے ایڈٹ کر کے اختر رضوی کے اردو ترجمہ کے ساتھ سندھ ادبی بورڈ سے شائع کرایا تھا۔

تحفۃ الکرام میں مکلی قبرستان اور یہاں کے مدفون مشائخ اور بزرگوں پر پورا باب ہے، اسی طرح ٹھٹھہ، سندھ کے مختلف حکمران خاندانوں پر بھی الگ الگ باب ہیں، مقالات الشعراء کو بھی اسی زمانے میں پیر حسام الدین راشدی صاحب نے ایڈٹ کرا کے شائع کرایا تھا، اس میں بھی مکلی کا کافی کچھ حال احوال

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

شعراء کے سوانح کے ضمن میں سامنے آتا ہے۔

کریں رخ نگر نگر کا

بہر حال اس وقت سے مجھے اشتیاق تھا کہ مکلی قبرستان کی زیارت کروں، ٹھٹھہ کے کوہ ودمن میں آوارہ وسرگرداں ہوجاؤں، اپنے وقت کے قرطبہ ودمشق کے ہم پلہ اور دلی ولاہور کی عظمتوں ورفعتوں کے ہم عصر ٹھٹھہ کے پرشکوہ ماضی مرحوم سے عبرت وبصیرت حاصل کروں، سواس سال 23 اکتوبر 2013ء، بروز بدھ کو اس خواب کے شرمندۂ تعبیر ہونے کی نوبت آئی، جب میں قائد آباد کے پل کے نیچے سے ہائی ایس میں سوار ہو کر مکلی کے داخلی، راستے کے سامنے اُترا۔ ؎

میرے دل میرے مسافر　　ہوا ہے پھر حکم صادر
کریں رُخ نگر نگر کا　　کہ سراغ کوئی پائیں
کسی یار نامہ بر کا

میر قانع نے مکلی نامہ میں مقابر ومزارات کا تذکرہ شمالاً جنوباً کیا ہے، شمال کی طرف ''ساموئی'' سے شروع کیا ہے، اور جنوب میں طغرل آباد یا تغلق آباد (کلاں کوٹ) پر ختم کیا ہے، اس درمیان میں جو تاریخی مقامات، بزرگانِ دین کے مزارات، مختلف حکمرانوں کے مقابر، کھیر سر تالاب، میکراں جھیل، کھنڈسر، بھرا سر وغیرہ تالاب، جلوہ گاہِ امامین، شاہ پریاں، معبد ہندواں، وغیرہ بہت سے اہم اور قابلِ ذکر مقامات وعمارات کو بیان کیا ہے، یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ آج کا مکلی بعینہٖ وہ مکلی نہیں، جو ڈھائی تین سو سال پہلے میر قانع کے دور کا مکلی تھا، بہت سے تاریخی آثار، مقابر ومزارات بوسیدہ ہوگئے، ڈھ گئے، جھیل اور تالاب مٹی سے اٹ کر زمین کے برابر ہوگئے، خانقاہیں اور زاویے مٹی کا ڈھیر بن گئی ہیں (پیر حسام الدین راشدی صاحب نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے مختلف قرائن سے کئی مزارات اور مقامات کو اور بعض تاریخی شخصیات کے مدفنوں کو متعین کرنے کی کوشش کی ہے) اس کے باوجود جتنے کچھ سندھی امرا اور حکمرانوں کے اور بزرگوں کے مقبرے یا خانقاہیں آج بھی قائم اور موجود ہیں، وہ خود بہت بڑا سرمایہ اور تاریخی خزانہ ہیں۔

یہاں پوری پوری چٹانیں اور پتھر کی لمبی چوڑی سلیں کاٹ تراش کر ان میں جو نقوش ونگار کھدے گئے ہیں، کتبات میں قطعات وآیات اور مقدس کلمات لکھے گئے ہیں، سنگ تراشی اور کندہ تراشی کے جو مظاہرے کئے گئے ہیں، ان سے عاد وثمود کی فن کاری اور سنگ تراشی کا نقشہ آنکھوں میں گھوم جاتا ہے، ایک ایک پتھر

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

کا ایک ایک پورا ستون اور اور وہ بھی منقش و آراستہ، ہشت ستونی مقبرے کہ آٹھ آٹھ ستونوں اور ان پر اسی طرح کی سنگی وحجری چھت بنا کر مقبرے بنائے گئے ہیں، اور جو بڑے بڑے مقبرے ہیں، جن پر پرشکوہ گنبد بنے ہوئے ہیں، ان کی پائیداری اور ان میں ہنر وفن کی آبیاری اور انسانی کاریگری کے لاجواب نمونے، تو دل ودماغ میں ایک عجیب تاثر پیدا کرتے ہیں، انسان حیرت میں ڈوب ڈوب جاتا ہے۔ ع

اینکہ می بینم بہ بیداری است یارب یا بخواب

میر قانع نے مکلی نامہ میں اپنی شیریں زبانی اور رنگیں بیانی کی جو گلکاریاں کی ہیں، ان سے ٹھٹھہ کے اچھے وقتوں کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے، یہاں کے لوگوں کے عام مذہبی رجحان، زندہ دلی، افتادِ طبع، بزرگانِ دین کی قدر دانی اور ان کے ساتھ حسن اعتقاد، اور مکلی قبرستان کا ان کی ثقافتی وتمدنی زندگی میں اہم کردار، مَردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی بھی ان ثقافتی سرگرمیوں میں بھرپور شرکت، عرس اور میلوں کا عمومی ماحول اور مکلی میں ہر وقت میلے کا سماں رہنا، خوشی کے تہواروں پر بھرپور ثقافتی سرگرمیوں کا مظاہرہ ہونا، یہاں مقابر ومزارات کے ساتھ ساتھ خانقاہوں، درس گاہوں وتعلیم گاہوں کے پہلو بہ پہلو سلسلے واقع ہونا، مکلی نامہ سے یہ کچھ نقشہ اس دور کا سامنے آتا ہے، ساتھ ہی ضمناً یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مکلی کی کون سی خانقاہیں زیادہ آباد تھیں، لوگوں کا ان کی طرف عام رجوع تھا، اور کن مقابر ومزارات پر لوگوں کی زیادہ آمد ورفت تھی، اور حسین وجمیل عورتیں بناؤ سنگھار کر کے، ریشمی لباس پہنے جب مکلی میں ازدحام کرتیں، ٹھٹھہ اور مکلی کے درمیان نشیبی علاقے میں پانی کی جو وسیع وعریض جھیل ہوتی تھی، اس میں کشتی کی سیر کرتیں، تو مکلی سے ٹھٹھہ تک کیا باغ وبہار کا عالم ہوتا، حسین چہروں اور رنگا رنگ لباس سے سارا منظر کتنا دلفریب نظر آتا؟ یہ سب نقشہ مکلی نامے کے اشعار میں کھینچا گیا ہے۔

بتانِ گل بدن

مکلی نامی سے نمونے کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں، جن سے میر علی شیر قانع کی رنگیں بیانی کا کچھ اندازہ ہوسکتا ہے، عورتوں کے حسن وجمال، ان کی تہواروں کے مواقع پر آمد ورفت اور سیر وتفریح کا نقشہ یوں کھینچے ہیں۔ ؎

بتانِ گل بدن در رنگِ لالہ		بکف دارند از صہبا پیالہ
بہ گیسو دام صید خلق تابند		چوں صیاداں بہ ہرسوئے شتابند

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075 30

بہ ہر سوئے خراماں دلبرِ چند		جہانے را کشند وناشکیبند

ہر جمعرات کو شاہ پریاں کی زیارت پر عورتوں کے ازدحام کا منظریوں کھینچتے ہیں۔

پری رویاں بلائے دین وایماں		درآنجا ہر طرف محشر خراماں
نگاہِ شاں نمی دارد یک انداز		گہے شوخی گہے عشوہ گہے ناز
بہ چشمانِ سیاہ غارت گر ہوش		کماں زہ کردہ از ابروئے تا گوش
کمرچوں موئے ہنگامِ رفتن		بود از ناز وانداز نشستن
شتاباں سوئے مکلی خیل خوباں		چوں انجم بر فلک در شب نمایاں
کشیدہ ابرواں برروئے چوں حور		بود باسم الٰہی از سورہ نور
عذارِ شاں نہ دار، خطِ ریحاں		بود تفسیر بیضاوی وقرآں

حسیناؤں اور دوشیزاؤں کی فوج جب کشتیوں میں مٹرگشت کرتیں، تو میر قانع کو آسمان کے بجائے زمین پر ستاروں کی کہکشاں نظر آتی، ملاحظہ ہو:

بہ کشتی ہا نشستہ فوجِ خوباں		چو اختر درتۂ گردوں نمایاں
نہ تنہا اندریں جا سیر دیدہ است		گریبانِ دلِ عاشق دریدہ است

اس سے ٹھٹھہ کے لوگوں کی خوش باشی، زندہ دلی، اور میلوں، محفلوں میں غیر معمولی دلچسپی کا اندازہ ہوتا ہے (شرعاً اسے بدعات یا خرافات جو بھی کہنا ہو، کہہ لیا جائے، لیکن تاریخی اعتبار سے ہمیں تو اس تمدن کی محض ایک جھلک دکھانی مقصود ہے)

زندہ دِلانِ ٹھٹھہ

''تاریخِ طاہری'' والے نے اپنے زمانہ میں اہلِ ٹھٹھہ کو خوش مزاج، زندہ دل اور رنج وغم سے فارغ البال بتایا ہے، لکھتے ہیں کہ:

> ہرگز ساکنان ومتوطنانِ آں غمگیں وخزین کسے نیافتہ، برکم وبیش قناعت داشتہ، بہ عیش وطرب کام کامرانی میدارند، تا حال (۱۰۳۰ھ) خوش دلی وخرمی کہ دریں خلق است جائے دیگر نیست ونخواہد بود (بحوالہ مکلی نامہ، مبحث تعارف)

یعنی جو امن وعیش اور خوش دلی وخوش مزاجی اس زمانہ میں ان لوگوں میں ہے، کہیں نہ ہے، نہ ہوگی۔

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

بسلسلہ :تاریخی معلومات **6** مولانا طارق محمود

ماہِ ذی الحجہ: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۵۲ھ: میں حضرت ابوالقاسم نصر بن نصر بن علی بن یونس عکبری شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۲۹۷)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۵۲ھ: میں حضرت ابوعلی احمد بن احمد بن علی حریمی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۳۲۷)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۵۴ھ: میں حضرت ابوالفضل جعفر بن زید بن جامع بن حسین طائی شامی حموی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۳۴۱)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۵۷ھ: میں حضرت ابوالمظفر ہبۃ اللہ بن احمد بن محمد شبلی بغدادی قصار دقاق رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۳۹۴)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۶۱ھ: میں حضرت ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن احمد بن مسعود بن مفرج اندلسی شلبی قنطری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۴۵۵)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۶۲ھ: میں حضرت ابوالقاسم علی بن ابوالفضائل حسن بن حسن بن احمد کلابی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۴۶۸)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۶۲ھ: میں حضرت ابوطالب مبارک بن علی بن محمد بن علی بن خضیر بغدادی صیرفی بزاز رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۴۸۹)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۶۲ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن مہدی بن مفرج ہلالی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۴۹۱)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۶۳ھ: میں حضرت نفیسہ فاطمہ بنت محمد بن علی بزازہ بغدادیہ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۴۸۹)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۷۳ھ: میں حضرت ابوالفضل محمد بن بنیمان بن یوسف ہمذانی مؤذن رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۵۹۹)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075 30

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۷۳ھ: میں حضرت ابومحمد ہارون بن عباس بن محمد عباسی ماموني بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۵۳)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۷۵ھ: میں حضرت ابوالمحاسن عمر بن علی بن خضر قرشی زبیری دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۱۰۶، طبقات الحفاظ للسیوطی، ج ۱ ص ۴۸۵)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۷۸ھ: میں نجم الدین ایوب کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۵۹۰)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۹۲ھ: میں حضرت ابوالرضا احمد بن طارق بن سنان کرکی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۲۷۲)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۹۲ھ: میں حضرت ابومحمد عبدالخالق بن ابوالفتح عبدالوہاب بن محمد بن حسین بن صابونی بغدادی خفاف رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۲۷۵)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۹۳ھ: میں حضرت ابوالفتح ناصر بن محمد بن ابوالفتح اصبہانی مقری قطان رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۰۷)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۹۴ھ: میں حضرت قوام الدین ابوطالب یحییٰ بن سعید بن ہبۃ اللہ بن علی بن علی بن زبادۃ واسطی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۳۷)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۹۵ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن عبدالملک بن زہر بن عبدالملک بن محمد بن مروان بن زہر ایادی اشبیلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۲۶)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۹۶ھ: میں حضرت ابوطاہر اسماعیل بن ابی التقی صالح بن یاسین بن عمران مصری شارعی شفقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۲۷۰)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۹۷ھ: میں حضرت ابوالمکارم احمد بن ابی عیسیٰ محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمان بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن نعمان بن عبدالسلام تیمی اصبہانی شروطی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۶۳)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۹۸ھ: میں حضرت ابوالثناء حماد بن ہبۃ اللہ بن حماد بن فضل حرانی تاجر سفار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۸۶)

r ...... ماہِ ذی الحجہ ۵۹۹ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابراہیم قرشی ہاشمی اندلسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۴۰۰)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075530

علم کے مینار

مولانا محمد ناصر

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

P امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اخلاق و حالات

(قسط۲)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بیٹے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد امام احمد بن حنبل ہر دن رات میں تین سو رکعتیں پڑھتے تھے، پھر جب وہ بیمار ہو کر کمزور ہو گئے، تو دن رات میں ڈیڑھ سو رکعتیں پڑھنے لگے (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص۲۱۲)

امام صاحب موصوف کے بیٹے عبداللہ ہی کا بیان ہے کہ میرے والد آہستہ آواز میں لمبی لمبی دعائیں کرتے تھے، اور آپ قرائت بھی ہلکی آواز میں کرتے تھے، یہاں تک کہ بعض اوقات مجھے کچھ قرائت بھی سمجھ نہیں آتی تھی، آپ پیر اور جمعرات اور ایامِ بیض کے روزے نہیں چھوڑتے تھے، مروزی کہتے ہیں کہ امام صاحب موصوف مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل پڑھتے تھے، اور عشاء کے بعد وتر پڑھ کر تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے تھے، پھر صبح جلدی اُٹھ کر نماز پڑھنے لگتے تھے (ایضاً ص۲۲۳)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے مختلف لہجوں میں قرآن کی قرائت کرنے سے متعلق سوال کیا گیا، تو امام صاحب نے فرمایا کہ مختلف لہجوں میں قرآن کی قرائت کرنا ایسی بدعت ہے، جو پہلے نہیں سُنی گئی (ایضاً ص۲۱۷)

مروزی کا بیان ہے کہ امام صاحب موصوف کو جب کوئی دنیا کا تکلیف دہ معاملہ پیش آتا تھا، تو آپ مسلسل روزے رکھتے تھے۔

ان کے علاوہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی تعریف میں اُن کے ہم زمانہ اور بعد کے بہت سے اہلِ علم حضرات کے اقوال امام صاحب کے حالات میں ملتے ہیں، چنانچہ آپ میں حیاء اور تواضع بہت زیادہ تھی، اور آپ کو سخاوت بہت پسند تھی (ایضاً ص۲۱۹)

ابوبکر مروزی کا بیان ہے کہ امام صاحب موصوف نہ جاہل تھے، اور نہ جاہلوں کے ساتھ جہالت والا برتاؤ اور معاملہ کرتے تھے، بلکہ آپ تحمل سے کام لیتے ہوئے یہ کہہ دیتے تھے کہ ”یَکْفِی اللّٰہُ“ یعنی اللہ ہی کافی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

ہے، آپ پڑوسیوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر کرتے تھے، آپ نرم طبیعت تھے، اور اللہ ہی کے لئے محبت کرتے تھے، اور اللہ ہی کے لئے بُغض رکھتے تھے، لیکن دین کے معاملہ میں آپ انتہائی مضبوط تھے (ایضاً ص ۲۲۰، وص ۲۲۱)

امام صاحب موصوف کی تواضع کی حالت یہ تھی کہ آپ کے ہم عصر عارم فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے میرے پاس اپنا خرچ رکھوایا ہوا تھا، جس میں سے ضرورت کے مطابق اپنا خرچ لے لیا کرتے تھے، ایک دن میں نے امام صاحب سے کہا کہ اے ابوعبداللہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ عرب ہیں، تو امام صاحب نے جواب دیا کہ ہم مسکین لوگ ہیں، میں اُن سے بہت پوچھتا رہا، مگر انہوں نے ٹال دیا، اور کوئی جواب نہیں دیا (ایضاً ص ۱۸۷)

یحییٰ بن معین (ولادت ۱۵۸ھ، وفات ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے احمد جیسا آدمی نہیں دیکھا، میں پچاس سال ان کے ساتھ رہا، انہوں نے کبھی ہمارے سامنے اپنی کسی اچھائی کو فخر کے ساتھ بیان نہیں کیا (ایضاً ص ۲۱۴، و ۲۱۵)

امام صاحب موصوف رحمہ اللہ کو اپنی تعریف پسند نہ تھی، اس لئے اگر کوئی امام صاحب کے سامنے آپ کی تعریف کرتا، تو آپ پریشان ہوجاتے، پھر کبھی تو مخاطب کو ہنس کر ٹال دیتے، اور کبھی مخاطب پر ناراض ہوتے، چنانچہ ایک مرتبہ ایک خراسانی آدمی نے امام صاحب کے سامنے کہا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے مجھے آپ کی زیارت کرنے کی توفیق دی، امام صاحب نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، پھر فرمایا کہ میرے اندر کیا چیز ہے، اور میری کیا ہستی ہے؟

علی بن عبدالصمد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے ہاتھ سے امام صاحب کا ہاتھ چھونے لگا، تو امام صاحب نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، اور غصہ میں فرمایا کہ یہ طریقہ تم نے کس سے سیکھا ہے؟ (ایضاً ص ۲۲۵)

مروزی کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن امام احمد سے کہا کہ آپ کے لئے بڑی کثرت سے دعاء ہوتی ہے، امام احمد نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ استدراج اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل نہ ہو، آپ یہ بات کیسے کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا کہ طرطوس مقام سے ایک آدمی آیا ہے، اس نے بتایا ہے کہ ہم روم کے کسی شہر میں جہاد کررہے تھے کہ رات کے اندھیرے میں کسی کہنے والے نے کہا کہ ابوعبداللہ یعنی احمد بن حنبل کے لئے دعاء کرو، ہم منجنیق چلاتے تھے، تو ابوعبداللہ یعنی احمد بن حنبل کی طرف سے نیت کرتے تھے، اور

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ دشمن کا ایک آدمی قلعہ کی دیوار پر کھڑا ہوا تھا، اور ڈھال کو آڑ بنائے ہوئے تھا، ہم نے احمد بن حنبل کی نیت کرکے منجنیق چلائی، اس کا سر اور ڈھال اُڑ گئی، یہ سن کر امام احمد کے چہرہ کا رنگ بدل گیا، اور فرمایا کہ کاش کہ یہ استدراج نہ ہو، مروزی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ استدراج نہیں ہوسکتا۔

ابراہیم حربی کا بیان ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کبھی نکاح اور ختنہ کی دعوت کو قبول کرلیا کرتے تھے، اور وہاں کھانا وغیرہ کھالیا کرتے تھے، اور کبھی دعوت قبول کرنے سے معذرت بھی کردیتے تھے، لیکن اگر کسی تقریب میں گناہ کی بات دیکھتے تو اس تقریب سے نکل جاتے تھے، آپ مریضوں کی عیادت کرتے تھے، لیکن بازاروں میں گھومنے پھرنے کو پسند نہیں کرتے تھے، چلتے ہوئے آپ اس چیز کو پسند نہیں کرتے تھے کہ کوئی آپ کے پیچھے چلے، آپ کو تنہائی زیادہ پسند تھی، لیکن آپ اہلِ حقوق کے حقوق بھی ادا کیا کرتے تھے (ایضاً، ص۲۱۰، وص۲۲۶)

امام صاحب رحمہ اللہ کو فضول خرچی پسند نہ تھی، چنانچہ زہیر بن صالح جو امام صاحب موصوف کے پوتے ہیں، فرماتے ہیں کہ میرے دادا امام احمد بن حنبل کا انتقال اس وقت ہوا، جب میں دس سال کا تھا، میں اور میرے بھائی ہر جمعہ کے دن اپنے دادا کے پاس جاتے تھے، میرا ایک چھوٹا بھائی تھا، جس کا نام علی تھا، میرے والد نے اس کے ختنہ کی تقریب میں بہت کھانا تیار کروایا، اور بہت سے لوگوں کو اس تقریب میں دعوت دی، تو میرے دادا نے میرے والد سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس ختنہ کی تقریب میں اسراف اور فضول خرچی سے کام لیا ہے، اس لئے کھانا کھلانے کی ابتداء فقیروں اور مسکینوں سے کریں (ایضاً، ص۲۱۷)

امام صاحب کا اپنا بیان ہے کہ انہوں نے چالیس سال عمر ہونے کے بعد نکاح کیا تھا (ایضاً، ص۱۸۷)

امام صاحب کے حالات سنہ بہ سنہ

روایت ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے پندرہ سال کی عمر میں حدیث کا علم حاصل کرنا شروع کردیا، چنانچہ ۱۷۹ھ میں بغداد کے زمانۂ قیام میں حدیث لکھنے کی ابتداء امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے کی (مقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج۱، ص۳۸، کذا فی مناقب الامام احمد لابن الجوزی، الباب الرابع وسیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص۳۰۶)

پھر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اسی سال یعنی ۱۷۹ھ میں، عظیم محدث عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر ہوئے، لیکن وہ طرسوس کے جہاد میں روم کی طرف جاچکے تھے، جس کی وجہ سے امام احمد بن حنبل رحمہ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

اللہ نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو نہ پایا۔

اس زمانہ میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے زیادہ تر سماعت ہشیم بن بشیر سے کی، جو بغداد کے محدث تھے، ہشیم بن بشیر کی مجلس میں ہی امام احمد رحمہ اللہ کو حماد بن زید اور مالک بن انس کی وفات کا علم ہوا، امام صاحب نے سنہ۱۸۳ھ تک ہشیم بن بشیر سے ہی سماعت کی، اور ہشیم بن بشیر سے تین ہزار سے زیادہ حدیثیں سنیں، ہشیم بن بشیر کی وفات کے وقت امام صاحب رحمہ اللہ کی عمر تقریباً بیس سال تھی، اسی وقت سے ہی امام صاحب رحمہ اللہ کی قدر و منزلت بڑھنے لگی (ایضاً ص۱۸۴، و۱۸۶، ومقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج۱، ص۳۹)

ہشیم بن بشیر کی وفات کے بعد سنہ۱۸۳ھ میں ہی امام صاحب رحمہ اللہ پیدل بغداد سے کوفہ تشریف لے گئے، یہ آپ کے کوفہ کی طرف ابتدائی سفروں میں سے تھا، اور اس وقت آپ کی عمر تقریباً بیس سال تھی، کوفہ میں آپ نے ابو معاویہ ضریر (وفات۱۹۴ھ) اور وکیع (وفات ۱۹۷ھ) سے حدیث کی سماعت کی، اس وقت کوفہ میں یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ ہشیم بن بشیر سے جو حدیثیں مروی ہیں، اُن میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ دلیل اور سند ہیں، یہاں تک کہ ایک مرتبہ امام وکیع نے ہشیم بن بشیر کی سند سے مروی ایک حدیث کے بارے میں امام صاحب رحمہ اللہ سے دریافت کیا، تو امام صاحب رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث ہشیم سے مروی نہیں ہے، امام وکیع کو امام صاحب رحمہ اللہ پر بھی بہت اعتماد تھا، چنانچہ کبھی وکیع دس حدیثیں سنا دیتے، تو امام صاحب رحمہ اللہ انہیں فوراً حفظ کر لیتے، اور وکیع کے جانے کے بعد دوسرے حضرات کو وہ حدیثیں لکھوا دیتے، اس طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جس طرح ہشیم بن بشیر کی روایات میں سند سمجھے جاتے تھے، اسی طرح وکیع سے استفادہ کرنے کے بعد امام احمد رحمہ اللہ وکیع کی روایات میں بھی سند سمجھے جانے لگے (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص۱۸۶، وطبقات الشافعیۃ الکبریٰ للسبکی، ج۲، ص۲۸، ومقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج۱، ص۳۹)

سنہ۱۸۶ھ میں کوفہ سے بصرہ تشریف لے آئے، بصرہ کی طرف یہ سفر بھی امام صاحب رحمہ اللہ کے ابتدائی سفروں میں سے ہے، بصرہ میں آپ نے معتمر بن سلیمان (وفات ۱۸۷ھ) اور بشر بن مفضل (وفات ۱۸۷ھ) اور دوسرے چند اہلِ علم سے سماعت کی، امام صاحب رحمہ اللہ اکثر کوفہ اور بصرہ کے درمیان سفر میں رہتے تھے، اور یہاں کے اہلِ علم سے استفادہ کرتے رہتے تھے (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص۱۸۳، ومقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج۱، ص۳۹)

سنہ۱۸۶ھ میں ہی امام صاحب موصوف نے بصرہ سے بارہ فرسخ کے فاصلہ پر موجود عبادان شہر کا سفر فرمایا،

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

اسی زمانے میں آپ نے حجاز کی طرف پہلا سفر فرمایا، امام صاحب کے بقول آپ نے پانچ حج کیے تھے، جن میں سے تین حج پیدل کیے تھے، جب آپ مکہ پہنچے، تو مکہ پہنچنے پر فضیل بن عیاض کا انتقال ہوگیا، آپ نے سفیان بن عیینہ (وفات ۱۹۸) سے سماعت وتحصیلِ علم کیا، مکہ میں پہلی مرتبہ آپ کی ملاقات امام شافعی رحمہ اللہ سے ہوئی، اس کے بعد جب امام شافعی رحمہ اللہ سنہ ۱۹۵ھ میں دوسال کے لئے بغداد تشریف لائے، تو اس موقعہ پر امام صاحب اور امام شافعی کی کئی ملاقاتیں ہوئی، اور امام صاحب موصوف نے امام شافعی سے علم کی خوب کتابت وسماعت کی (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱،ص۱۸۳، ومقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج۱،ص۴۰)

سنہ ۱۹۰ھ میں آپ دوسری مرتبہ بصرہ تشریف لائے، جہاں آپ نے محمد بن ابراہیم بن ابوعدی (وفات ۱۹۴ھ) سے سماعت کی (مقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج۱،ص۴۰)

پھر سنہ ۱۹۴ھ میں آپ نے بصرہ کی طرف تیسرا سفر فرمایا، اس موقعہ پر آپ نے بصرہ میں امامِ کبیر یحییٰ بن قطان (وفات ۱۹۸ھ) کے پاس چھ ماہ قیام کیا، اسی اقامت کے زمانہ میں آپ نے سلیمان بن حرب (وفات ۲۴۴ھ) اور ابونعمان بن محمد بن فضل (وفات ۲۲۴ھ) اور ابوعمر حفص بن عمر حوضی (وفات ۲۲۵ھ) سے بھی سماعت کی۔

اسی سال یعنی سنہ ۱۹۴ھ میں ہی آپ نے بصرہ سے واسط شہر کی طرف سفر فرمایا، جہاں آپ نے امام یزید بن ھارون (وفات ۲۰۶ھ) سے سماعت کی۔

دوسال بعد یعنی سنہ ۱۹۶ھ میں آپ نے مکہ کا تیسرا سفر فرمایا، اور اگلے سال یعنی سنہ ۱۹۷ھ میں وہاں سے واپسی ہوئی، پھر سنہ ۱۹۸ھ میں ایک مرتبہ پھر آپ مکہ تشریف لے آئے، جہاں منیٰ میں مسجدِ خیف کے اندر آپ لوگوں کو فتویٰ دیا کرتے تھے، سفیان بن عیینہ اس وقت حیات تھے (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱،ص۱۹۱، وص۳۰۹، ومقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج۱،ص۴۱)

سنہ ۱۹۹ھ میں آپ اپنے ساتھی امام یحییٰ بن معین کے ساتھ یمن کی طرف تشریف لے گئے، جہاں سے آپ نے مصنف عبدالرزاق کے جامع، یعنی امام عبدالرزاق بن ہمام بن صنعانی (وفات ۲۱۱ھ) سے سماعت کی، امام عبدالرزاق کے پاس آپ نے تقریباً دس ماہ قیام کیا، اور خوب علمی استفادہ کیا، پھر جب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ یمن سے واپس بغداد تشریف لائے، تو آپ نے اپنی مسند احمد کو ۳۶ سال کی عمر میں تصنیف کرنا شروع کیا (سیر اعلام النبلاء، ج۱۱،ص۳۰۶، مقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج۱،ص۴۱)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075 30

دوسری صدی ہجری یعنی سنہ ۲۰۰ھ میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بصرہ کا آخری سفر فرمایا، اس مرتبہ آپ نے بصرہ میں عبدالصمد بن عبدالوارث (وفات ۲۰۷ھ) اور سلیمان بن داؤد طیالسی (وفات ۲۰۳ھ) اور محمد بن بکر برسانی (وفات ۲۰۳ھ) سے سماعت کی (مقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج ۱، ص ۴۲)

سنہ ۲۰۰ھ سے سنہ ۲۰۴ھ تک کے چار سال کے عرصہ میں جبکہ آپ کی عمر چالیس سال ہوگئی تھی، امام احمد رحمہ اللہ نے شام کے شہر مصیصہ میں حجاج بن محمد اعور (وفات ۲۰۶ھ) سے اور شام کے سرحدی علاقہ طرسوس میں اور شام ہی کے ایک صوبہ رَقہ میں فیاض بن محمد بن سنان رقی سے سنہ ۲۰۴ھ تک استفادہ کیا۔

سنہ ۲۰۴، امام شافعی رحمہ اللہ کی وفات اور بغداد میں خلیفہ مامون کی آمد کا سال ہے۔

سنہ ۲۰۹ھ امام احمد رحمہ اللہ کے اسفار کے آخری سالوں میں سے ہے، اس سال امام صاحب نے شام کا سفر فرمایا، اس کے بعد سنہ ۲۱۸ھ تک امام صاحب موصوف بغداد سے نہیں نکلے (مقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج ۱، ص ۴۲، سیر اعلام النبلاء، ج ۱۱، ص ۳۰۶)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے شیوخ اور اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے، امام صاحب موصوف نے اپنی مسند احمد میں جن اہلِ علم حضرات سے روایات لی ہیں، اُن کی تعداد ۲۸۳ بتلائی جاتی ہے (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۱، ص ۱۸۱، مقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج ۱، ص ۴۲)

سنہ ۲۱۸ھ تک آپ فتویٰ دینے اور حدیث بیان کرنے کے منصب پر فائز ہوکر یہ عظیم خدمت سرانجام دیتے رہے، پھر ۲۱۸ھ میں خلیفہ مامون کی جانب سے اس وقت کے اہلِ حق پر آزمائش کا وہ عظیم فتنہ برپا ہوا، جس میں بڑے بڑے اہلِ علم کے قدم ڈگمگا گئے، اور وہ راہِ حق سے منحرف ہوگئے، لیکن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس سخت ترین آزمائش اور فتنہ میں بھی ثابت قدم رہے۔

خلیفہ کی طرف سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر آنے والی آزمائش اور فتنہ کی ابتداء سنہ ۲۱۸ھ سے ہوئی، اور اس فتنہ کا اختتام سنہ ۲۳۴ھ میں خلیفہ متوکل کے زمانہ میں ہوا، اس طرح تقریباً سولہ سال کا عرصہ امام صاحب نے سخت تکلیفوں اور مصیبتوں میں صبر کے ساتھ گزارا، سنہ ۲۳۴ھ کے بعد تقریباً سات سال تک امام صاحب رحمہ اللہ حیات رہے، اور سنہ ۲۴۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۱، ص ۲۳۹)

آپ کے اسی صبر اور حق پر قائم رہنے کی بدولت امت میں آپ کو محدثین کا امام، آزمائشوں پر صبر کرنے والا، سنت کی حفاظت کرنے والا اور دین کی پاسبانی کرنے والا جیسے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

(جاری ہے............)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155O7530

تذکرۂ اولیاء　　مفتی محمد امجد حسین

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

قدیم ٹھٹھہ کے اولیاء وصوفیاء

تحفۃ الکرام کا پچیسواں باب میر علی شیر قانع (مصنفِ کتاب) نے ٹھٹھہ اور گردونواح کے اولیاء، صوفیاء اور مجذوبوں کے تذکرہ کے لئے مخصوص کیا ہے۔

اسی کتاب کے تیئسویں باب میں مکلی کی پہاڑی اور یہاں مدفون بزرگوں کے تذکرے کے ذیل میں لکھا ہے کہ بعضوں کے کہنے کے مطابق یہاں سوا لاکھ (125000) تک اولیاء وصوفیاء گزرے ہیں (تحفۃ الکرام ص ۵۶۷، مطبوعہ: سندھ ادبی بورڈ) واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

شاید مکلی، ٹھٹھہ اور آس پاس کے علاقوں میں صدہا سال کے عرصہ میں اندازاً اتنی یا اس کے قریب تعداد مراد ہوگی، یا سوا لاکھ کا عدد عوامی زبان میں مبالغہ کے طور پر چل گیا، مراد کثیر اولیاء ومشائخ کا اس علاقہ میں پایا جانا ہوگا، کیونکہ اولیاء ومشائخ کا مختلف زمانوں میں بکثرت اس علاقہ میں ہونا تو ایک تاریخی حقیقت ہے، جن میں ہر نوع، ہر درجہ کے چھوٹے بڑے بزرگ، صوفیاء، مجذوب، سائیں لوگ شامل ہیں، ویسے بھی ”جتنے کالے باپ کے سالے“ کے مصداق یہاں کے لوگ برصغیر کے دیگر کئی علاقوں کی طرح بلکہ کئی علاقوں سے بڑھ چڑھ کر ضرورت سے زیادہ خوش عقیدہ اور بزرگی وبزرگوں کے معاملہ میں خوش عقیدت رہے ہیں۔

لباسِ خضر میں رہزن بھی ان کے رہبر کہلائے ہیں، اہلِ نظر لاکھ سر پیٹیں کہ　ع

لباسِ خضر میں ہزاروں رہزن پھرتے ہیں

لیکن مجال کیا ہے کہ یہ مخلوق ٹس سے مس ہو، خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا، لیجئے تحفۃ الکرام سے کچھ مشائخ اور بزرگوں کا مختصر مختصر تذکرہ اور اجمالی تعارف ملاحظہ ہو کہ اللہ کے نیک بندوں کا ذکر ومذاکرہ بھی برکت ورحمتِ حق کا باعث ہوتا ہے۔

سید کمال شیرازی:...... آپ سید ملوکؒ ماژندرانی اور شیخ یعقوب کے رفیق اور ساتھی ہیں، یہ تینوں بڑے پایہ کے بزرگ ہوئے ہیں۔

سید شاہ منبہ:...... آپ حضرت پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی اولاد میں سے ہیں،

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

آپ سید شاہ عبداللہ، سید کمال شیرازی (جن کا اوپر ذکر ہوا) اور سید شکر اللہ شیرازی کی معیت و رفاقت میں شاہ بیگ ارغون (زمانہ حکومت ۹۲۶ھ تا ۹۲۸ھ) ۱؎ کے زمانہ میں ہرات (افغانستان) سے ٹھٹھ آئے، یہ مذکورہ چاروں بزرگ آپس میں ہم نوالہ و ہم پیالہ تھے، ان کی باہم رفاقت اور الفت مشہور تھی، ان میں سید شکر اللہ شیرازی بہت اونچی شخصیت ہیں، تحفۃ الکرام کے مصنف میر علی شیر قانع ان ہی کی اولاد میں ہیں، سید شاہ منبہ کی کرامات مشہور رہی ہیں۔

پیر بدر:...... یہ ایک صاحبِ منصب اور صاحبِ اقتدار بزرگ تھے، ارغونوں کی یلغار اور فوج کشی کے دوران شہید ہوئے، ان کی عجیب و غریب داستانیں اور حکایات مشہور رہی ہیں۔

پیر عباس:......صاحبِ کرامات تھے، ان کے بھی عجیب و غریب حالات بیان ہوئے ہیں۔

پیر شاہی:......مرزا عیسیٰ ترخان (زمانہ حکومت ۹۶۲ھ تا ۹۸۰ھ) ۲؎ کے زمانہ میں پرتگیزی فرنگیوں کے ٹھٹھ پر حملہ میں شہید ہوئے ہیں۔ ۳؎

۱؎ شاہ بیگ ارغون ہلاکو خان کی اولاد میں سے تھا، یعنی چنگیزی النسل تھا، ارغون ان کے کسی دادا کا نام ہے، جو ہلاکو خان کا پوتا تھا، شاہ بیگ ہرات (افغانستان) سے لشکر لے کر سندھ پر حملہ آور ہوا، یہ جام فیروز کا زمانہ حکومت تھا، جام فیروز سے شاہ بیگ نے تخت و تاج چھین کر سندھ پر ارغون خاندان کی حکومت کی بنیاد رکھی، جام فیروز، جام نظام الدین کا بیٹا تھا، جس نے ٹھٹھ کو ازسرِ نو آباد کیا تھا، اس لئے اسے ٹھٹھ کا بانی کہا جاتا ہے۔

۲؎ مرزا عیسیٰ ترخان، ترخان خاندان کی حکومت کا بانی ہے، جس نے ارغونوں کے خاتمہ کے بعد زیریں سندھ پر ترخانوں کی حکومت کی بنیاد رکھی، اس کے بعد اس کا بیٹا مرزا باقی بیگ مشہور ظالم اور درندہ صفت سندھ کا، ترخان حکمران اسی کا بیٹا تھا، مرزا عیسیٰ ترخان کا واقعہ یہ ہے کہ یہ شاہ حسن ارغون کا وزیر اور امیر تھا، اور دوسرا امیر سلطان محمود خان تھا، شاہ حسن ارغون، لاولد مرا، تو اس کی سلطنت ان دونوں امیروں نے آپس میں بانٹ لی، سلطان محمود کوکلتاش کے حصہ میں بالائی سندھ آیا، جس کا مرکز بھکر تھا، اور یہ ملتان تک پھیلا ہوا تھا، مرزا عیسیٰ کے حصہ میں زیرین سندھ آیا، سمندر تک، جس کا مرکز ٹھٹھ تھا۔

۳؎ اس زمانے میں گوا (بمبئی) کی بندرگاہ پر پرتگیزیوں کا تسلط تھا، برصغیر کی تاریخ میں پرتگیزیوں کا تذکرہ انگریزوں اور فرانسیسیوں سے بھی پہلے آتا ہے، یہ بحری تجارت اور ساتھ ساتھ بحری قزاقی اور لوٹ مار بھی کرتے تھے، ساحلی پٹیوں پر ان کی آبادیاں اور تجارتی مراکز بہت پرانے وقتوں سے قائم رہے ہیں، اکبر بادشاہ کے دربار میں پرتگیزی وفد کا آنا اور مسیحیت کے متعلق تبادلۂ افکار کرنا اکبر کے دینِ الٰہی کے دور کا مشہور تاریخی واقعہ ہے، مرزا عیسیٰ ترخان کے دور میں پرتگیزیوں نے ٹھٹھ پر چڑھائی کی، کہتے ہیں کہ مرزا عیسیٰ ترخان نے خود پرتگیزیوں کو اپنی مدد کے لئے بلایا تھا، سلطان محمود خان کے مقابلہ میں، پرتگیزی جب ٹھٹھ کے قریب لاہری بندر پر سے ساحل پر اتر کر ٹھٹھ میں آئے، تو مرزا عیسیٰ بڑا پشیمان ہوا کہ ایک دشمن کے مقابلہ میں میں نے دوسرے دشمن کو خود اپنے گھر میں داخل کرا دیا، وہ ان کے مطالبہ زر کے جواب میں ٹال مٹول کرتا رہا، بلکہ ٹھٹھ سے روپوش ہو گیا، انہوں نے انتقام کے طور پر ٹھٹھ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، بے تحاشا لوٹ مار کی، قتل و غارت گری اور خون ریزی کی، عین جمعہ کے دن جامع مسجد میں داخل ہو کر قتلِ عام کیا، اور لوٹ کا مال بحری جہازوں میں بھر کر چلتے بنے، لیکن سمندر میں طغیانی سے یہ سارا مال ڈوب گیا، یہ یورپ اور سندھ کی گویا پہلی ملاقات یا پہلا رابطہ تھا، انتہائی بھیانک، منحوس اور تباہ کن رابطہ، گویا کہ بعد کے برٹش اقتدار کی یہ تمہید تھی، انگریزوں نے اپنے سامراجی دور میں جس کی تکمیل کی۔ امجد

Idara Ghufran

شاہ مسکین:...... یہ بزرگ بھی فرنگی (پرتگیزی) حملہ میں شہید ہوئے، میر قانع لکھتے ہیں کہ یہ بزرگی کی برتری اور کمالات کی فوقیت میں مشہور ہیں، میاں ابوالقاسم نقشبندی کا قول نقل کیا ہے کہ ٹھٹھہ میں ان جیسا کامل ولی دوسرا کوئی مدفون نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

سید محمود:...... یہ ایک با اقتدار بزرگ تھے، اور ٹھٹھہ کے سرائیوں محلّہ میں رہتے تھے، بڑے درجے والے تھے۔

سید محمود (دوم):...... یہ بھی شوکت و اقتدار کے حامل بزرگ تھے، ٹھٹھہ کے اناج بازار کے مشرق میں ان کا مزار تھا، قاضیوں کے محلّہ کے لوگ ان کے مرید تھے۔

پیر لاکھ:...... یہ کمہار قوم میں ایک بزرگ گزرے ہیں۔

محمد مکائی (نیرون کوٹی):...... نیرون کوٹ (موجودہ حیدر آباد) میں ان کا مزار تھا، بہت بڑے بزرگ تھے۔

پیر لدھو:...... یہ تحفۃ الکرام کے مؤلف کے ہم زمانہ بزرگ ہیں، روئی کا کاروبار کیا کرتے تھے۔

سید ابراہیم:...... تحفۃ الکرام کے مؤلف کی تحقیق کے مطابق یہ بزرگ مشہور صاحبِ جلال بزرگ سید راجو قتال کے پوتے ہیں۔

شاہ کرکنج:...... یہ مجذوب و خدا مست بزرگ تھے، محلّہ مغل واڑہ میں جہاں ان کا مزار ہے، وہیں ان کا تکیہ (خانقاہ) بھی تھا، ان کی موت بھی شہادت کی صورت میں ہوئی ہے، لکھا ہے کہ علاقہ سے باہر شہید ہوئے تھے، اپنا کٹا ہوا سر اٹھا کر اپنے مدفن کی جگہ لائے، اور یہاں گر پڑے، یہ بھی لکھا ہے کہ شیر ان کے آستانے پر رات کے پچھلے پہر آ کر اپنی دم سے جھاڑو دیا کرتا تھا، ایسا کئی دفعہ ہوا، جسے وہاں کے بعض باشندوں نے دیکھا۔

شاہ شمس:...... یہ شاہ کرکنج کے ہم عصر اور ہم نشین بزرگ تھے، شاہ کرکنج فرمایا کرتے تھے کہ کمالات اور بزرگی میں شاہ شمس، شمس تبریزی سے بھی ایک قدم آگے ہیں، محبتِ الٰہی کے جوش میں ان پر جذب کی حالت طاری رہتی تھی، کسی جگہ قرار نہ آتا، سیاحت کرتے رہتے، عالمِ جذب میں کرامات اور مکاشفات ان سے بکثرت صادر ہوتے، کشف سے بڑی بڑی باتیں فاش کرتے ہوتے، ان کا مزار بھی شاہ کرکنج کے برابر میں تھا۔

پیر چھٹو:...... میاں لال چھٹو مراد ہیں، شاہ وجیہہ الدین کے فرزند ہیں، ولی ابن ولی ہیں، ٹھٹھہ میں ان کا مزار معروف تھا۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075330

پیرالبو:...... جام نظام الدین کے داماد تھے، سید مراد شیرازی کے مرید ہوکر تارکُ الدنیا ہوگئے تھے، سید مراد نے ایک دفعہ آپ کو پیلو (درخت) کی جڑ کی مسواک لانے کو کہا، انہوں نے اس جگہ پہنچ کر جہاں اب مدفون ہیں، دو تین جگہیں پیلو کی جڑ نکالنے کے لئے کھودیں، تو ان جگہوں میں خزانہ دکھائی دیتا، یہ پیر کی خدمت میں واپس آئے اور حال بیان کیا، انہوں نے کہا کہ وہ خزانہ لے کیوں نہیں لیا؟ فرمایا کہ جس چیز (یعنی دنیا) کو ترک کرچکا ہوں، وہ اب میرے کس کام کی؟ ؎

توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام وسبو پھر ہم کو کیا — آسماں سے بادہ گلفام گو برسا کرے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

قرض واپس کرنے کی کوشش کرتے ہوئے فوت ہوجانے والا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ حُمِّلَ مِنْ أُمَّتِي دَيْنًا، ثُمَّ جَهِدَ فِي قَضَائِهِ، فَمَاتَ وَلَمْ يَقْضِهِ، فَأَنَا وَلِيُّهُ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۴۴۵۵، مسند ابی یعلی، رقم الحديث ۴۸۳۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے جو شخص قرض کا بوجھ اُٹھائے اور اسے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے فوت ہوجائے، لیکن وہ قرض ادا نہ کرسکا، تو میں اس کا ولی ہوں (مسند احمد، مسند ابی یعلیٰ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کسی سے قرض یا اُدھار کا معاملہ کرے، تو قرض یا اُدھار واپس کرنے کی سچی نیت رکھے، اور قرض یا اُدھار واپس کرنے کی بھرپور کوشش بھی کرے، اس طرح قرض یا اُدھار واپس کرنے میں اللہ تعالیٰ کی مدد بھی حاصل ہوگی، اور اس صورت میں اگر وہ قرض یا اُدھار واپس کرنے سے پہلے فوت ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قرض یا اُدھار کے بوجھ سے معذور ہوسکتا ہے، ورنہ تو مقروض یا اُدھار ہونے کی صورت میں فوت ہونے والے کی آخرت میں سخت پکڑ کا خدشہ ہے۔

لہٰذا قرض یا اُدھار کا معاملہ کرتے وقت اسے واپس کرنے کی نیت رکھنی چاہئے، اور اسے واپس کرنے کی جدوجہد جاری رکھنی چاہئے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075 30

قرض لیتے وقت واپس نہ کرنے کا ارادہ رکھنے والا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَ هَا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلاَفَهَا أَتْلَفَهُ اللَّهُ (بخاری، رقم الحديث ۲۳۸۷، باب من أخذ أموال الناس يريد أداء ها أو إتلافها)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے لوگوں کا مال اس کے ادا کرنے کی نیت سے لیا، تو اللہ اس کی طرف سے ادا کردیتا ہے اور جو شخص اس کو ضائع کرنے کی نیت سے لے، تو اللہ تعالیٰ اس کو تباہ کردیتا ہے (بخاری)

حضرت صہیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَيُّمَا رَجُلٍ تَدَيَّنَ دَيْنًا، وَهُوَ مُجْمِعٌ أَنْ لَا يُوَفِّيَهُ إِيَّاهُ، لَقِيَ اللَّهَ سَارِقًا (ابن ماجه، رقم الحديث ۲۴۱۰)

ترجمہ: جو آدمی بھی قرض لے، اور اس کی نیت یہ ہو کہ قرضہ ادا نہ کرے گا، تو وہ اللہ سے چور ہونے کی حالت میں ملے گا (ابن ماجہ)

اس حدیث سے قرض یا اُدھار لیتے وقت کا معاملہ کرے، اور اسے واپس کرنے کی نیت نہ ہو، بلکہ دوسرے کے مال کو واپس نہ کرکے ضائع کرنے کی نیت ہو، تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ ضائع کردیں گے، خواہ اس کے مال کو ضائع کرکے، یا اس کی زندگی وسکون کو ضائع کرکے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

تہبند کی چادر فروخت کر کے قرض واپس کرنا

حضرت ابنِ ابی حدرد اسلمی سے روایت ہے کہ:

ایک یہودی کے ان پر چار درہم قرض تھے، وہ ان کے ساتھ ظلم وزیادتی سے پیش آنے لگا (ایک مرتبہ) اس نے کہا کہ اے محمد! اس شخص نے میرے چار درہم ادا کرنے ہیں، اور یہ مجھ پر غالب آ گیا ہے (یعنی اس نے ابھی تک میرا قرض واپس نہیں کیا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اس کا حق ادا کرو، میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، مجھے ادائیگی کی قدرت نہیں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا حق ادا کرو، میں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں اس پر قدرت نہیں رکھتا، البتہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ہمیں خیبر کی طرف بھیجنے والے ہیں، امید ہے کہ ہمیں وہاں سے مالِ غنیمت حاصل ہوگا، تو واپس آ کر میں قرض اتار دوں گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر) فرمایا کہ اس کا حق ادا کرو، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ جب تین مرتبہ کسی کام کے لیے کہہ دیتے تو پھر اصرار نہ فرماتے تھے، چنانچہ حضرت ابنِ ابی حدرد اس یہودی کو بازار کی طرف لے گئے، اُن کے سر پر عمامہ تھا، اور جسم پر ایک تہبند تھا، انہوں سر سے عمامہ اتارا اور اسے تہبند کی جگہ باندھ لیا اور تہبند اتار کر کہا کہ یہ چادر مجھ سے خرید لو، اور چار درہم میں چادر بیچ دی

(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۴۸۹)

اس واقعہ سے قرض واپس کرنے کی انتہائی اہمیت اور تاکید معلوم ہوئی۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

مال دار مقروض کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ (مسلم، رقم الحديث "١٥٦٤"٣٣، باب تحريم مطل الغني، بخاری، رقم الحديث ٢٢٨٧)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرض کی ادائیگی میں مالدار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے (مسلم، بخاری)

اس طرح کی روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے (ترمذی، رقم الحدیث ۱۳۰۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بخاری، رقم الحديث ٢٤٤٧، باب: الظلم ظلمات يوم القيامة)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی شکل میں ہوگا (بخاری)

مذکورہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی کا مقروض ہو، یا کسی سے اُدھار معاملہ کیا ہو، اور وہ قرض ادا کرنے یا اُدھار واپس کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود قرض یا اُدھار ادا نہ کرے تو یہ ظلم ہے، اور ظلم قیامت کے دن اندھیرے کی صورت میں ہوگا۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

پیارے بچو! مولانا محمد ناصر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی

پیارے بچو! آج ہم آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کے بارے میں بتائیں گے۔

صحابی انہیں کہتے ہیں جنہوں نے ایمان کی حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور ایمان کی حالت پر وہ فوت ہوئے ہوں، صحابی کے نام کے ساتھ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لکھتے اور پڑھتے ہیں، صحابی ایک سے زیادہ ہوں تو صحابہ کہلاتے ہیں۔

صحابہ کی تعداد بہت زیادہ ہے، اور صحابہ کے آپس میں مختلف درجے ہیں، کوئی صحابی زیادہ مرتبے والا ہے، کوئی اس سے کم اور کوئی اس سے بھی کم، لیکن سب صحابہ تمام امت سے اونچے درجے کے ہیں، جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں، وہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں۔

جن صحابہ کا درجہ سب صحابہ اور ساری امت سے زیادہ ہے، وہ چار ہیں۔

پہلے نمبر پر حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا درجہ ہے۔

دوسرے نمبر پر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا درجہ ہے۔

تیسرے نمبر پر حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا درجہ ہے۔

اور چوتھے نمبر پر حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا درجہ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں ڈھائی سال چھوٹے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت پُرانے اور پکے دوست تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ میں قریش کے خاندان میں پیدا ہوئے تھے، اور بچپن سے ہی بُری باتوں سے نفرت کرتے تھے، اور اچھے لوگوں کے دوست تھے، شروع سے ہی سچ بولتے تھے، بڑے ذہین تھے، اور خوش اخلاق تھے۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کچھ بڑے ہوئے، تو انہوں نے تجارت شروع کی، تجارت میں سچ بولنے اور امانت داری کی وجہ سے بہت ترقی کی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مال دار اور امیر ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے سخی بھی تھے، غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتے تھے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155077530

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت سمجھدار اور بہت نیک اور سچے تھے، اور اپنی نیکی اور سچائی کی وجہ سے مکہ میں مشہور تھے، اور سچائی کے ساتھ تجارت کرتے تھے، جس کی وجہ سے بہت مالدار تھے، اور اپنے مال سے غریبوں کی مدد کرتے تھے، اور غریبوں کی مدد کرنے کی وجہ سے بھی مکہ میں مشہور تھے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تجارت کرتے تھے، اور تجارت کرنے کے لئے کبھی کبھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اکٹھے سفر کرتے تھے۔

جب ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اسلام کی طرف بُلانا شروع کیا، تو مَردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہی اسلام قبول کیا، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت تھی۔

مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خانہ کعبہ کے پاس عبادت کرتے تھے، تو مکہ کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب یہ دیکھتے تو مکہ کے اُن لوگوں سے مقابلہ کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن سے حفاظت کرتے تھے۔

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کررہے تھے، مکہ کے مشرک لوگ چاہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہماری طرح بتوں کی عبادت کریں، اس لئے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے پر تیار ہوگئے، اور انہوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مارا، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو انہوں نے مشرکوں کو ہٹایا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن مشرکوں سے بچایا۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے، کہ ایک مشرک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اُس کے پاس ایک چادر تھی، اُس نے وہ چادر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں ڈال کر زور سے کھینچی، جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تکلیف پہنچی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُس مشرک کو الگ کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس تکلیف سے نکالا۔

مکہ کے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح صحابہ کے بھی دشمن تھے، اور صحابہ میں سے جو غریب اور کمزور ہوتے تھے، اُنہیں تکلیفیں پہنچاتے تھے، رسیوں میں باندھتے تھے، پتھریلی زمین میں کھینچتے تھے، اُن غریب مسلمانوں کو گرم ریت پر لٹاتے تھے، اور اُن کے اوپر بڑے بڑے اور بھاری پتھر رکھ دیتے تھے، تاکہ وہ ہل نہ سکیں، اور اوپر سے مارتے پیٹتے بھی تھے، اور ظلم وستم کرتے تھے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075330

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُن غریب مسلمانوں کی اپنے مال سے مدد کرتے تھے، اور مکہ کے مشرکوں کو اپنا مال دے کر اُن غریب مسلمانوں کو اُن سے آزاد کراتے تھے، اور غریب مسلمانوں کو بھی خوش کرتے تھے، اور خود بھی خوش ہوتے تھے۔

اُن غریب صحابہ میں ایک صحابی کا نام حضرت بلال بھی ہے، حضرت بلال بھی ایک مشرک آدمی کے غلام تھے، جو حضرت بلال پر بہت ظلم کرتا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُس مشرک کو مال دے کر حضرت بلال کو اُس سے آزاد کرایا تھا۔

حج کے موقع پر جب مکہ میں دُور دراز سے لوگ آتے تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو اسلام کی طرف بُلاتے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگوں کو اسلام کی طرف بُلاتے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہنے سے مسلمان ہوئے تھے، حضرت عثمان کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صحابہ مثلاً حضرت سعد، حضرت زبیر اور حضرت طلحہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہنے سے مسلمان ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے معجزے دیئے تھے، ان معجزوں میں ایک معراج کا معجزہ بھی تھا۔

معراج کے معجزے میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات کے اندر مکہ سے آسمانوں پر اپنے پاس ملاقات کے لئے بُلایا تھا، معراج کے معجزے سے واپس آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے اس معجزے کا مذاق بنانا شروع کر دیا، اور کہنے لگے کہ ایک رات میں آسمان کی سیر کر کے واپس آ جانا ناممکن ہے، دشمنوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کے دوست محمد کہتے ہیں کہ میں ایک رات میں آسمان کی سیر کر کے واپس آ گیا ہوں، یہ نہیں ہوسکتا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات کہتے ہیں، تو وہ سچ کہتے ہیں، مجھے ان کی بات کا پورا یقین ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس بات سے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا لقب دیا، صدیق کا مطلب ہے بہت سچا۔

اسی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ''ابوبکر صدیق'' کہا جاتا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

بزمِ خواتین **ابوصہیب**

شکرادا کرنا

Z

معزز خواتین! ہم سب پر اس حیثیت سے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اسی کے بندے ہیں، یہ فرض ہے کہ ہم اس کی بندگی کریں، اس بندگی کا اظہار جن طریقوں سے قرآن وحدیث سے ثابت ہے، ان میں ایک طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے خالق ومالک کی ان بے شمار نعمتوں کا شکرادا کریں، جو زندگی کے ہر لمحے، ہمیں بلا قیمت اور بغیر کسی دقت کے مل رہی ہیں، نعمتوں کا شکرادا کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ یہ مالک کا ہم پر احسان ہے، اور محسن کا شکریہ ادا کرنا ہر اچھا اور عقل مند شخص ضروری سمجھتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنا اس لئے بھی لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں شکرادا کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے کہ:

وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (سورہ بقرۃ، آیت نمبر ۱۵۲)

ترجمہ: اور میرا شکرادا کرو، اور میری ناشکری نہ کرو (سورہ بقرہ آیت نمبر۱۵۲)

اور نعمتوں کا شکر اس لئے بھی ادا کرنا چاہئے کہ اس میں ہمارا فائدہ ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِيْدٌ (سورہ لقمان، آیت نمبر ۱۲)

ترجمہ: ہم نے (حضرت) لقمان کو دانائی عطا کی تھی (اور ان سے کہا تھا) کہ اللہ کا شکر کرتے رہو، اور جو کوئی اللہ کا شکرادا کرتا ہے، وہ خود اپنے فائدہ کے لئے شکر کرتا ہے، اور اگر کوئی ناشکری کرے، تو اللہ بڑا بے نیاز ہے، بذاتِ خود قابلِ تعریف ہے (سورہ لقمان، آیت نمبر۱۲)

اور نعمتوں کا شکر یہ سوچ کر بھی ادا کرنا پڑے گا، کہ اس سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے، اور ناشکری کی صورت میں عذاب ہوگا۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ:

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ (سورہ ابراھیم، آیت نمبر۸)

ترجمہ: اور جب تمہارے رب نے سنا دیا تھا کہ البتہ اگر تم شکرگزاری کروگے تو اور زیادہ دوں

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھی سخت ہے (سورۃ ابراہیم، آیت نمبر ۸)

غرضیکہ کئی لحاظ سے ہم پر شکر ادا کرنا لازم ہے، اور قرآن پاک میں مختلف انداز سے شکر ادا کرنے کا حکم دے کر یا ترغیب دے کر جو ذکر ہوا ہے، اس سے ان پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔

اب اتنی بات ثابت ہوگئی کہ شکر ادا کرنا ہم پر لازم ہے۔

شکر ادا کرنے کا طریقہ

اب یہ جاننا چاہئے کہ شکر ادا کرنا کا طریقہ کیا ہے۔

شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان دل سے یہ بات تسلیم کرے کہ مجھے جو نعمت ملی ہوئی ہے، میں اس کا ہرگز حقدار نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہی مجھے عطا فرمادی ہے، اس میں میرا کوئی کمال نہیں، محض اللہ کی دین اور عطا ہے۔

جب یہ بات حقیقت میں انسان کو حاصل ہوتی ہے، تو انسان اللہ تعالیٰ کا دل سے احسان مند ہوتا ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا زبان سے شکر ادا کرے، یعنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے، اور شکر کے کلمات ادا کرے، مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے، اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ کے کلمات کہے، یا یوں کہے، یا اللہ تیرا شکر ہے، وغیرہ۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے، اگر پہلے سے کر رہا ہے، تو اطاعت میں اور زیادہ سرگرمی دکھائے، خصوصاً اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں استعمال کرے، اور نافرمانی میں استعمال کرنے سے بچائے، اسی عملی شکر کا حکم حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان کو ملا تھا، چنانچہ ارشاد ہے:

اِعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُکْرًا وَقَلِیلٌ مِنْ عِبَادِیَ الشَّکُورُ (سورہ سباء، آیت نمبر ۱۳)

ترجمہ: اے داؤد کے خاندان والو! تم ایسے عمل کیا کرو، جن سے شکر ظاہر ہو، اور میرے بندوں میں کم لوگ ہیں، جو شکر گزار ہوں (سورہ سباء، آیت نمبر ۱۳)

شکر ادا کرنے کے حکم پر تب عمل ہوسکتا ہے، جبکہ انسان کو نعمتوں کا احساس ہو۔

انسان کو نعمتوں کا احساس دلانے کے لئے قرآن پاک میں بھی رہنمائی کی گئی ہے، اور احادیث میں بھی رہنمائی موجود ہے۔

چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

وَاِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (سورہ ابراھیم، آیت نمبر ۳۴)

ترجمہ: اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انھیں شمار نہ کر سکو (سورہ ابراہیم، آیت نمبر ۳۴)

اس آیت سے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ اگر سب انسان مل کر بھی انہیں شمار کرنا چاہیں، تو شمار نہیں کر سکتے، انسان کا اپنا وجود ہی نعمتوں کا ایک جہان ہے، اس کی آنکھ، ناک، کان اور ہاتھ پاؤں، بدن کے ہر جوڑ، بلکہ ہر رگ وریشہ میں رب العزت کی بے شمار نعمتیں موجود ہیں، جن سے یہ چلتی پھرتی سینکڑوں نازک مشینوں کی عجیب وغریب فیکٹری ہر وقت کام میں مصروف ہے، پھر بیرونی نعمتوں کا بھی کوئی شمار نہیں، زمین، جس سے انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک بلکہ موت کے بعد تک کی عمر بھر میں پیش آنے والی تمام ضروریات وابستہ ہیں، اور جس سے طرح طرح کی بے شمار فصلیں، غلے، درخت، پھل، پھول، خشک میوہ جات، علاج معالجہ کے لئے بے شمار جڑی بوٹیاں، پیاس بجھانے کے لئے ٹھنڈے پانی کے چشمے، دریا اور کنویں، گھریلو استعمال، اور ذرائع آمدروفت کے لئے تیل، پٹرول، ڈیزل، گیس اور زیب وزینت کے لئے سونے، چاندی اور قیمتی پتھروں کی کانیں نکل رہی ہیں، غرضیکہ زمین بذاتِ خود بے شمار نعمتوں سے بھرا ہوا خزانہ ہے۔

پھر فضائی نعمتوں میں ہوا، بادل، بارش، سورج، چاند، ستارے، دن، رات، سردی، گرمی، خزاں، بہار، صبح، شام، پھر یہ تو صرف وجودی نعمتوں کی ایک جھلک ہے، سلبی نعمتیں ان کے علاوہ ہیں، چنانچہ ہر مرض، ہر تکلیف، ہر مصیبت، ہر رنج وغم سے محفوظ رہنا الگ الگ مستقل نعمت ہے۔

ایک انسان کو کتنی قسم کی بیماریاں، اور کتنی قسم کی جسمانی اور ذہنی تکلیفیں دنیا میں پیش آسکتی ہیں، ان سب سے محفوظ رہنا بھی الگ الگ اور مستقل نعمت ہے، اس سے اندازہ لگا لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کس قدر بے شمار ہیں۔

پھر یہ تو وہ نعمتیں ہیں جن کا کسی درجے میں انسان کو علم ہے، بہت ساری وہ نعمتیں ہیں، جن سے انسان فائدہ اٹھا رہا ہے، اور انسان کو ان کا علم ہی نہیں ہے، اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ ان نعمتوں کو سوچا کرے، تاکہ اس کے دل میں شکر کرنے کا تقاضا پیدا ہو، اور اللہ پاک کا شکر کرے۔

بعض احادیث میں بھی اس بات کی طرف رہنمائی ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس ہونے سے نعمت کی عظمت دل میں آتی ہے، جس سے شکر کرنے کا تقاضا دل میں پیدا ہوتا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

چنانچہ ایک حدیث شریف میں یوں ارشاد ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْظُرُوا إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوا إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۵۱۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (دنیوی مال و دولت اور عہدہ و مرتبہ کے اعتبار سے) اپنے سے کم تر کی طرف دیکھو اور (دنیوی مال و دولت اور عہدہ و مرتبہ کے اعتبار سے) اپنے سے برتر کی طرف مت دیکھو، پس وہ زیادہ لائق ہے اس کے کہ تم اللہ کی نعمت کی تحقیر نہ کرو (یعنی اس عمل سے تمہارے دل میں اللہ کی تمہارے پاس موجود نعمت کی حقارت پیدا نہ ہوگی)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اپنے پاس موجود نعمتوں کا احساس پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اس شخص کی طرف دیکھے یا ایسے شخص کے بارے میں سوچے جس کے پاس یہ نعمتیں نہیں ہیں۔

ایک دوسری حدیث شریف میں یوں وارد ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي المَالِ وَالخَلْقِ، فَلْيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ (بخاری، رقم الحدیث ۶۴۹۰، باب: لینظر إلی من ہو أسفل منه، ولا ینظر إلی من ہو فوقه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص ایسے شخص کو دیکھے جسے مال اور جسمانی بناوٹ (یعنی حسن و جمال وغیرہ) میں اس کے مقابلے میں فضیلت (یعنی بہتری) عطا کی گئی ہے، تو اسے ایسے شخص کو دیکھنا چاہئے، جو اس کے مقابلے میں (ان چیزوں میں) کم تر ہو (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو دنیوی مال و دولت یا حسن و جمال وغیرہ کے اعتبار سے اپنے سے اونچے شخص کو دیکھ کر شکایت، حسرت یا احساسِ کمتری پیدا ہونے لگے، تو اپنے سے کمتر کو دیکھ کر اس روگ کا علاج کر لے، اس سے وہ احساس جاتا رہے گا، اور اللہ کی نعمتوں کا احساس ہونے لگے گا۔

واللہ الموفق.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

آپ کے دینی مسائل کا حل　"　ادارہ

راستہ کے پانی اور کیچڑ کے پاک یا ناپاک ہونے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

گزرگاہ اور راستہ میں جو پانی اور کیچڑ ہوتا ہے، وہ پاک ہوتا ہے یا ناپاک؟

اکثر و بیشتر راستہ سے گزرنے والوں کو اس طرح کے پانی اور کیچڑ کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جو بعض اوقات بدن یا لباس پر لگ جاتا ہے، اور ملازمت پیشہ لوگوں کو اس کے دھونے کا موقع نہیں ملتا، اور اسی حال میں نماز پڑھنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

کیا شریعت کی طرف سے اس سلسلہ میں کچھ گنجائش ملتی ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

کیچڑ میں عموماً پانی اور مٹی وغیرہ شامل ہوتی ہے، اور پانی اور مٹی دونوں اپنی ذات اور اصل کے اعتبار سے پاک ہیں، اس لئے دونوں پاک چیزوں کے جمع ہونے سے وہ کیچڑ بھی پاک ہی شمار ہوتا ہے۔

احادیث و روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَتْ سَحَابَةٌ، فَمَطَرَتْ حَتّٰى سَالَ السَّقْفُ، وَكَانَ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ، فَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّيْنِ، حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّيْنِ فِيْ جَبْهَتِهٖ (بخاری) [1]

ترجمہ: ایک مرتبہ بادل آیا اور وہ برسنے لگا یہاں تک کہ چھت ٹپکنے لگی اور چھت اس وقت تک کھجور کی شاخوں کی تھی، پھر نماز کی اقامت ہوئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہے تھے، یہاں تک کہ مٹی (اور کیچڑ) کا اثر میں نے

[1] رقم الحدیث ۶۶۹، کتاب الاذان،باب یصلی الإمام بمن حضر؟ وھل یخطب یوم الجمعة فی المطر؟

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

آپ کی پیشانی میں دیکھا (بخاری)

اورایک روایت میں لیلۃُ القدر کے واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَاِنِّیْ أُرِیْتُھَا لَیْلَۃَ وِتْرٍ وَأَنِّیْ أَسْجُدُ صَبِیْحَتَھَا فِیْ طِیْنٍ وَمَاءٍ (مسلم) [۱]

ترجمہ: مجھے لیلۃُ القدر طاق رات میں دکھادی گئی تھی، اور میں نے یہ دیکھا ہے کہ میں لیلۃُ القدر کی صبح کو پانی اور کیچڑ میں سجدہ کررہاہوں گا (مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ لیلۃُ القدر ایسی رات ہوگی، کہ جس میں میرے ساتھ یہ معاملہ پیش آئے گا، کہ اُس رات میں بارش ہوگی، اور مسجد میں پانی ٹپکنے اور کیچڑ ہونے کی وجہ سے میں اس کیچڑ میں نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کررہاہوں گا۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر کیچڑ ناپاک ہوتا تو اس پر سجدہ کرنا جائز نہ ہوتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ کیچڑ میں اگر ناپاک چیز شامل نہ ہو، بلکہ پاک چیز شامل ہو، جیسا کہ عام مٹی وغیرہ تو اس کیچڑ کے پاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں، خواہ وہ کتنی مقدار میں کیوں نہ ہو۔ [۲]

اس کے علاوہ صحابہ وتابعین سے بارش کے پانی، مٹی اور کیچڑ سے گزرنے کے بعد پیر دھوئے بغیر نماز پڑھنا ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

کُنَّا نُصَلِّی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَا نَتَوَضَّأُ مِنْ مَوْطِءٍ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۴۸۳، کتاب الطھارۃ) [۳]

---

[۱] رقم الحدیث ۱۱۶۷ "۲۱۵" کتاب الصیام، باب فضل لیلة القدر.

[۲] أجمعوا علی أن کل ما یغیر الماء -مما لا ینفک عنه غالبا کالطین -أنه لا یسلبه صفة الطهارة أو التطهیر، إلا خلافا شاذا روی عن ابن سیرین فی الماء الآسن.

وأما الماء الذی خالطه زعفران أو غیره من الأشیاء الطاهرة التی تنفک عنه غالبا متی غیرت أحد أوصافه الثلاثة، فإنه طاهر عند جمیع العلماء .ولکنهم اختلفوا فی طهوریته، فذهب جمهور الفقهاء إلی أنه غیر مطهر؛ لأنه لا یتناوله اسم الماء المطلق، بل یضاف إلی الشیء الذی خالطه، فیقال مثلا :ماء زعفران.

وذهب الحنفیة إلی أنه مطهر ما لم یکن التغیر عن طبخ .أما المتغیر بالطبخ مع شیء طاهر فقد أجمعوا علی: أنه لا یجوز الوضوء ولا التطهر به (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۱۳، ص ۱۰۷، مادة "تغییر")

[۳] قال الحاکم:تابعه أبو معاویة، وعبد الله بن إدریس، عن الأعمش .أما حدیث أبی معاویة.

وقال الذهبی فی التلخیص: علی شرطهما.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، اور ہم (اپنے کپڑوں وغیرہ سے) کیچڑ کو نہیں دھوتے تھے (حاکم)

اس سے معلوم ہوا کہ راستہ میں جو عام کیچڑ ہوتا ہے، وہ اگر جسم یا لباس کو لگ جائے، تو اس کو دھونا ضروری نہیں، اور وہ شرعاً معاف ہے، پھر بھی اگر کوئی احتیاطاً دھولے، تو اچھی بات ہے، لیکن اسے دھوئے بغیر نماز پڑھنا درست ہوجاتا ہے۔ [۱]

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَصْحَابُنَا يَخُوضُونَ الْمَاءَ وَالطِّينَ إِلٰى مَسَاجِدِهُمْ ، وَيصَلُّونَ وَلَا يَغْسِلُونَ أَرْجَلَهُمْ (مُصنف ابن أبی شيبة) [۲]

ترجمہ: ہمارے اصحاب (یعنی جلیل القدر تابعین، وصحابہ) پانی اور مٹی میں گھس کر مساجد میں جایا کرتے تھے، اور نماز پڑھا کرتے تھے، اور اپنے پیروں کو نہیں دھویا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ)

حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ عَلِيٌّ يَخُوضُ طِينَ الْمَطَرِ وَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ ، فَيُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ (مُصنف ابن أبی شيبة) [۳]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بارش کے پانی میں گھس جایا کرتے تھے، اور مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے، اور اپنے پیروں کو نہیں دھوتے تھے (ابن ابی شیبہ)

حضرت کہیل یا کمیل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

رَأَيْتُ عَلِيًّا يَخُوضُ طِينَ الْمَطَرِ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَغْسِلُ رِجْلَيْهِ (الأوسط لا بن المنذر) [۴]

---

[۱] (وعن عبد الله بن مسعود قال :كنا نصلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا نتوضأ) أى :لا نغسل أرجلنا، ولا نتنظف (من الموطء) : أى :من أجل موضع الوطء والمشى، قيل :هذا محمول على ما إذا كان يابسا، وأما إذا كان رطبا فيجب الغسل، وقيل :محمول على الذى غلبت فيه الطهارة على النجاسة عملا بأصل الطهارة، وإشارة إلى ترک الوسوسة، ومن ثم جاء أن الصحابة كانوا يتوضئون ويمشون حفاة، ثم يصلون ولا يغسلون أرجلهم، وفيه دليل على أن طين الشارع معفو لعموم البلوى (مرقاة المفاتيح، ج۲ ص ۴۷۱، كتاب الطهارة، باب تطهير النجاسات)

[۲] رقم الحديث ۲۰۵۱، كتاب الطهارة، باب فى الرجل يخوض طين المطر.

[۳] رقم الحديث ۲۰۴۷، كتاب الطهارة، باب فى الرجل يخوض طين المطر.

[۴] رقم الحديث ۷۳۸، كتاب طهارات الابدان والثياب ، باب ذكر المتطهر يمشى فى الارض القذرة.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

ترجمہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بارش کے پانی میں گھس کر چلتا ہوا دیکھا، پھر وہ مسجد میں داخل ہوگئے، اور انہوں نے نماز پڑھی، اور انہوں نے اپنے پیروں کو نہیں دھویا (اوسط لابن المنذر)

اور حضرت کہیل بصری رحمہ اللہ سے ہی روایت ہے کہ:

كُنتُ مَعَ عَلِيٍّ وَكَانَتْ تُمْطَرُ الرَّحَبَةُ وَهُوَ رَمِلٌ فَيَخرُجُ فَيَطَأُ الْمَاءَ فَيُصَلِّيْ، وَلَا يُعِيدُ وُضُوءً ا، وَلَا يَغْسِلُ رِجْلَيْهِ(الأوسط لا بن المنذر) ۱؎

ترجمہ: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، اور کھلی بارش ہورہی تھی، اور آپ کے پیر مٹی والے تھے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نکلے، پھر پانی سے گزرتے ہوئے گئے، پھر نماز پڑھی، اور نہ تو دوبارہ وضو کیا اور نہ ہی اپنے پیر دھوئے (اوسط لابن المنذر)

اور حضرت یحییٰ بن وثاب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَا يَتَوَضَّأُ مِنْ مَوْطِءٍ(الأوسط لا بن المنذر) ۲؎

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (نماز پڑھنے کے لئے) پیروں کی مٹی وکیچڑ کو دھونے کی ضرورت نہیں (اوسط لابن المنذر)

اور حضرت بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ بِمِنًى يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَخرُجُ وَهُوَ حَافٍ فَيَطَأُ مَا يَطَأُ ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ(الأوسط لا بن المنذر) ۳؎

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کو منیٰ (کے میدان) میں دیکھا، آپ نے وضو کیا، پھر آپ تشریف لے گئے، اور آپ ننگے پاؤں تھے، اور آپ کے پاؤں میں (زمین پر ننگے پاؤں چلنے کی وجہ سے) مٹی وغیرہ لگی، پھر مسجد میں داخل ہوئے، پھر نماز پڑھی، اور پیر نہیں دھوئے (اوسط لابن المنذر)

حکیم بن دیلم سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ ابْنَ مَعْقِلٍ فِيْ يَوْمٍ مَطِيْرٍ، قَائِمًا يُصَلِّيْ إِلٰى سَارِيَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، وَعَلٰى

۱؎ رقم الحديث ۷۳۹، كتاب طهارات الابدان والثياب، باب ذكر المتطهر يمشى فى الارض القذرة.
۲؎ رقم الحديث ۷۴۰، كتاب طهارات الابدان والثياب، باب ذكر المتطهر يمشى فى الارض القذرة.
۳؎ رقم الحديث ۷۴۱، كتاب طهارات الابدان والثياب، باب ذكر المتطهر يمشى فى الارض القذرة.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155507530

رِجْلَيْهِ مِثْلُ الْخَلْخَالَيْنِ أَوِ الْحِجَالَيْنِ (مُصنف ابن أبى شيبة) ۱؎

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ معقل کو بارش کے دن کھڑے ہوئے دیکھا، آپ مسجد کے ایک ستون کی طرف کھڑے ہوکرنماز پڑھ رہے تھے، اور آپ کے پاؤں میں پازیب کی طرح کے (کیچڑ کے داغ دھبے) تھے (ابن ابی شیبہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ عَلْقَمَةَ ، وَالْأَسْوَدَ يَخُوضَانِ مَاءَ الْمَطَرِ ، وَأَنَّ الْمَيَازِيبَ تَنْثَعِبُ ، ثُمَّ دَخَلَا الْمَسْجِدَ ، فَصَلَّيَا وَلَمْ يَتَوَضَّآ (مُصنف ابن أبى شيبة) ۲؎

ترجمہ: میں نے (حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد) حضرت علقمہ اور اسود کو دیکھا، کہ وہ دونوں بارش کے پانی میں گھس کر چل رہے تھے، اور پرنالوں سے پانی گر رہا تھا، پھر وہ مسجد میں داخل ہوئے، اور نماز پڑھی، اور پیروں کو نہیں دھویا (ابن ابی شیبہ)

حضرت مختار بن سعد سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ مَطَرٍ ، وَلَمْ يَغْسِلْ رِجْلَيْهِ (مُصنف ابن أبى شيبة) ۳؎

ترجمہ: میں نے حضرت قاسم بن محمد کو بارش کے دن مسجد میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا، اور انہوں نے اپنے پاؤں نہیں دھوئے (ابن ابی شیبہ)

حضرت شعبہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ أَخُوضُ الْمَطَرَ ، فَسَأَلْتُ الْحَكَمَ ؟ فَقَالَ: صَلِّهْ ، صَلِّهْ.

قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ ، يَقُولُ: كَانُوا يَخُوضُونَ ثُمَّ يُصَلُّونَ ، وَلَا يَحْمِلُونَ مَعَهُمُ الْأَكْوَازَ (مُصنف ابن أبى شيبة) ۴؎

ترجمہ: میں بارش کے پانی میں گھس جاتا تھا (اور پیر دھوئے بغیر نماز پڑھ لیا کرتا تھا) پھر

۱؎ رقم الحديث ۲۰۴۸، كتاب الطهارة، باب فى الرجل يخوض طين المطر.

۲؎ رقم الحديث ۲۰۴۹، كتاب الطهارة، باب فى الرجل يخوض طين المطر.

۳؎ رقم الحديث ۲۰۵۲، كتاب الطهارة، باب فى الرجل يخوض طين المطر.

۴؎ رقم الحديث ۲۰۵۳، كتاب الطهارة، باب فى الرجل يخوض طين المطر.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

میں نے حضرت حکم سے سوال کیا، توانہوں نے فرمایا کہ اسی طرح نماز پڑھ لیا کرو، نماز پڑھ لیا کرو، اور میں نے ابواسحاق سے سُنا، انہوں نے فرمایا کہ اُن کے اکابر حضرات بارش کے پانی میں گھس جایا کرتے تھے، پھر نماز پڑھ لیا کرتے تھے، اور اپنے ساتھ (پیر دھونے کے لئے پانی کے) لوٹے نہیں لے جایا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ)

پہلے زمانے میں مساجد میں عموماً پانی میسر نہیں آیا کرتا تھا، اور اُس دور کے حضرات اپنے گھروں سے وضو وغیرہ کرکے مساجد تشریف لے جایا کرتے تھے، اس لئے فرمایا کہ اپنے ساتھ پیر دھونے کے لئے مساجد میں پانی کے لوٹے نہیں لے جایا کرتے تھے، کیونکہ وہ اس کیچڑ و پانی کو ناپاک نہیں سمجھا کرتے تھے، اور اس حالت میں نماز پڑھنے کو کوئی عیب خیال نہیں کیا کرتے تھے۔

حضرت عمرو بن عبداللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ هُذَيْلُ يَخُوضُ الرِّدَاغَ فِي خُفَّيْهِ ، ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِمَا (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۲۰۵۴، كتاب الطهارة، باب في الرجل يخوض طين المطر)

ترجمہ: حضرت ہذیل اپنے چمڑوں کے موزوں میں کیچڑ میں چلتے تھے، پھر انہی میں (ان کو دھوئے بغیر) نماز پڑھ لیا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ)

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ خیرُ القرون کے دَور میں بارش کے پانی، اور راستہ کے عام کیچڑ کو ناپاک نہیں سمجھا جاتا تھا، یا اس کو معاف سمجھا جاتا تھا، اور اسی لئے اس کو دھوئے بغیر نماز پڑھ لی جایا کرتی تھی۔

چنانچہ مذکورہ اور اس جیسی روایات کو نقل کرنے کے بعد عظیم محدث، حضرت ابنِ منذر فرماتے ہیں کہ:

وَمِمَّنْ رَأَى أَنْ لَّا وُضُوْءَ عَلَيْهِ وَلَا غَسْلَ الرِّجْلَيْنِ إِذَا خَاضَ طِيْنَ الْمَطَرِ عَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَعْقِلِ بْنِ مُقَرِّنٍ وَابْنُ الْمُسَيِّبِ وَالشَّعْبِيُّ ،قَالَ الْحَسَنُ: اِمْسَحْهَا وَصَلِّ وَهُوَ قَوْلُ جَمَاعَةٍ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَهٰذَا قَوْلُ أَحْمَدَ وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ وَبِهِ قَالَ عَوَامُّ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَدْ رُوِّيْنَا عَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ كَانَ يَغْسِلُ رِجْلَيْهِ وَهٰذَا عِنْدَنَا مِنْهُ عَلَى الْاِسْتِحْبَابِ وَاللهُ أَعْلَمُ، وَالْأَشْيَاءُ عَلَى الطَّهَارَةِ حَتّٰى يُوْجَدَ نَجِسًا بِعَيْنِهِ عَيْنًا قَائِمًا فَيُزَالُ ذٰلِكَ وَفِي حَدِيْثِ أَنَسٍ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ الطِّيْنَ إِذَا غَلَبَ عَلَيْهِ الْمَاءُ وَخَالَطَهُ وَإِنْ كَانَ فِيْهِ بَوْلٌ لَمْ يَضُرُّهُ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

وَطَهَّرَهُ الْمَاءُ. حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنَا يَحْيٰى، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ قَامَ إِلٰى جَانِبِ الْمَسْجِدِ فَبَالَ فِيهِ فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَكَفَّهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى فَرَغَ الْأَعْرَابِيُّ ثُمَّ أَمَرَ بِذَنُوبٍ مِّنْ مَاءٍ فَصُبَّ عَلٰى بَوْلِ الْأَعْرَابِيِّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَدَلَّ لَمَّا جَعَلَ الدَّلْوَ مِنَ الْمَاءِ يُطَهِّرُ الْبَوْلَ عَلٰى أَنَّ الْمَاءَ إِذَا غَلَبَ عَلَى النَّجَاسَةِ أَنَّ الْحُكْمَ لِلْمَاءِ فَكَذٰلِكَ مَاءُ الْمَطَرِ إِذَا كَثُرَ غَلَبَ عَلَى الْأَرْضِ النَّجِسَةِ فَطَهَّرَ الْمَوْضِعَ وَإِذَا طَهُرَ الْمَوْضِعُ كَانَ حُكْمُ طِينِ ذٰلِكَ الْمَوْضِعِ حُكْمُ الطَّهَارَةِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ(الأوسط لا بن المنذر) ؎۱

ترجمہ: اور جن لوگوں کی رائے یہ ہے کہ جب کوئی بارش کے کیچڑ میں گھسے، تو نہ تو اس پر وضو ضروری ہے، اور نہ پیروں کا دھونا ضروری ہے، ان میں حضرت علقمہ اور حضرت اسود اور حضرت عبداللہ بن معقل بن مقرن اور حضرت ابنِ مسیّب اور حضرت شعبی بھی داخل ہیں، اور حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ اس کو صاف کرلیں، اور پھر نماز پڑھیں، اور یہی قول تابعین کی جماعت کا ہے، اور یہی قول امام احمد اور حنفیہ کا ہے، اور یہی قول اکثر اہلِ علم حضرات کا ہے، اور ہمیں حضرت عطاء کی یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ اپنے پیروں کو دھولیا کرتے تھے، اور یہ ہمارے نزدیک اُن کی طرف سے مستحب درجہ کا عمل تھا، واللہ اعلم۔

اور تمام اشیاء (اپنی ذات میں) پاک سمجھی جاتی ہیں، یہاں تک کہ اُن میں آنکھوں سے کوئی عین نجاست کا وجود نظر نہ آئے، جس کو دُور کیا جائے گا، اور حضرت انس کی حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ مٹی پر جب پانی غالب آجائے، اور پانی اس مٹی میں شامل ہوجائے، اگرچہ اس میں پیشاب کیوں نہ ہو، تو کوئی ضرر کی بات نہیں، اور اس پیشاب کو (مذکورہ صورت میں) پانی پاک کردیتا ہے۔

ہم سے ابراہیم بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، اُن سے یزید بن ھارون نے حدیث بیان کی، اُن کو یحیٰی نے خبردی کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اُن کو خبردی کہ ایک دیہاتی نبی صلی

؎۱ کتاب طهارات الابدان والثياب ، باب ذكر المتطهر يمشى فى الارض القذرة.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس کی ضرورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری فرمادی، پھر وہ مسجد کے ایک حصہ میں کھڑا ہوگیا، پھر اس نے وہاں پیشاب کرنا شروع کردیا، جس پر لوگ چیخے، تو اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا، یہاں تک کہ وہ دیہاتی (پیشاب کرکے) فارغ ہوگیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک ڈول منگوایا، پھر دیہاتی کے پیشاب پر ڈال دیا۔

ابوبکر (ابنِ منذر) فرماتے ہیں کہ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جب پانی کا ڈول پیشاب کو پاک کردیتا ہے، اور پانی جب نجاست پر غالب آجاتا ہے، تو وہ پانی کا حکم حاصل کرلیتا ہے، پس اسی طریقے سے بارش کا پانی جب زیادہ ہونے کی وجہ سے نجاست پر غالب آجائے گا، تو وہ جگہ بھی پاک ہوجائے گی، اور جب جگہ پاک ہوجائے گی، تو اس جگہ کی مٹی (اور کیچڑ) کو پاک ہونے کا حکم حاصل ہوجائے گا، واللہ اعلم (ابنِ منذر)

اور علامہ ابنِ نجیم حنفی فرماتے ہیں کہ:

شَکَّ فِیْ وُجُوْدِ النَّجَسِ فَالْأَصْلُ بَقَاءُ الطَّهَارَةِ؛ وَلِذَا قَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ: حَوْضٌ تَمْلَأُ مِنْهُ الصِّغَارُ، وَالْعَبِيْدُ بِالْأَيْدِی الدَّنِسَةِ، وَالْجِرَارِ الْوَسِخَةِ يَجُوْزُ الْوُضُوْءُ مِنْهُ مَا لَمْ يُعْلَمْ بِهِ نَجَاسَةٌ؛ وَلِذَا أَفْتَوْا بِطَهَارَةِ طِينِ الطُّرُقَاتِ (الاشباہ والنظاہر لابن نجیم) [1]

ترجمہ: نجاست کے وجود میں شک ہو، تو اصل حکم پاکی کا باقی ہونا ہے، اور اسی وجہ سے امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جس حوض میں بچے اور غلام اپنے گندے ہاتھ اور میلے کچیلے ڈول اور برتن ڈالتے ہوں، تو اس سے وضو کرنا جائز ہے، جب تک کہ نجاست ثابت نہ ہو، اور اسی وجہ سے فقہاء نے راستوں کی مٹی کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا ہے (الاشباہ والنظائر)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

اَلسَّادِسُ: اَلْعُسْرُ وَعُمُوْمُ الْبَلْوٰی؛ كَالصَّلَاةِ مَعَ النَّجَاسَةِ الْمَعْفُوِّ عَنْهَا كَمَا دُوْنَ رُبْعِ الثَّوْبِ مِنْ مُخَفَّفَةٍ وَقَدْرِ الدِّرْهَمِ مِنَ الْمُغَلَّظَةِ، وَنَجَاسَةُ الْمَعْذُوْرِ الَّتِیْ تُصِيْبُ ثِيَابَهُ وَكَانَ كُلَّمَا غَسَلَهُ خَرَجَتْ......وَالتُّرَابِ الطَّاهِرِ إِذَا جُعِلَ

---

[1] ج ۱، ص ۴۹، الفن الاول القواعد الکلیۃ، القاعدۃ الثالثۃ :الیقین لا یزول بالشک، الأصل بقاء ما کان علی ما کان.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

طِيْنًا بِالْمَاءِ النَّجِسِ ، أَوْ عَكْسُهُ وَالْفَتْوٰى عَلَى أَنَّ الْعِبْرَةَ لِلطَّاهِرِ أَيُّهُمَا كَانَ وَمَا تَرَشَّشَ عَلَى الْغَاسِلِ مِنْ غُسَالَةِ الْمَيِّتِ مِمَّا لَا يُمْكِنُ الِاحْتِرَازُ عَنْهُ ، وَمَا رُشَّ بِهِ السُّوْقُ إِذَا ابْتَلَّ بِهِ قَدَمَاهُ ، وَمَوَاطِءِ الْكِلَابِ وَالطِّيْنِ الْمُسَرْقَنِ وَرَدْغَةِ الطَّرِيْقِ(الاشباه والنظاهر لابنِ نجيم) [1]

ترجمہ: چھٹی چیز (جس کی بناء پر شریعت کی طرف سے آسانی دی گئی ہے) تنگی اور ابتلائے عام ہے، جیسا کہ معاف شدہ نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا، مثلاً نجاستِ خفیفہ میں چوتھائی سے کم حصہ کی نجاست اور نجاستِ غلیظہ میں درہم کی مقدار سے کم کی نجاست معاف ہے، اور اس معذور کی نجاست معاف ہے، جس کے کپڑوں کو نجاست لگ جاتی ہے، جب بھی وہ دھوتا ہے نکل پڑتی ہے.........اور پاک مٹی کا جب ناپاک پانی سے گارا بنالیا جائے، یا ناپاک مٹی کا پاک پانی سے گارا بنالیا جائے، تو فتویٰ اس بات پر ہے کہ اعتبار پاک چیز کا ہوگا، جو بھی ہو (خواہ پانی یا مٹی) اور میت کو نہلائے جانے والے پانی کی جو چھینٹیں غسل دینے والے پر پڑ جاتی ہیں، جن سے بچنا ممکن نہیں ہوتا (وہ بھی معاف ہیں) اور جو بازار (اور راستوں) کی چھینٹوں سے پیر تر ہو جاتے ہیں، اور کتوں کی روندی ہوئی مٹی اور گوبر سے آلودہ مٹی، اور راستہ کا کیچڑ (یہ سب چیزیں تنگی اور ابتلائے عام کی وجہ سے معاف ہیں) (الاشباہ والنظائر)

اور کنز کی شرح البحر الرائق میں ہے کہ:

وَعَنْ أَبِىْ نَصْرِ الدَّبُوْسِيِّ طِيْنُ الشَّارِعِ وَمَوَاطِءِ الْكِلَابِ فِيْهِ طَاهِرٌ، وَكَذَا الطِّيْنُ الْمُسَرْقَنُ وَرَدْغَةُ طَرِيْقٍ فِيْهِ نَجَاسَةٌ طَاهِرَةٌ إِلَّا إِذَا رَأٰى عَيْنَ النَّجَاسَةِ ، قَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ: وَهُوَ الصَّحِيْحُ مِنْ حَيْثُ الرِّوَايَةُ وَقَرِيْبٌ مِنْ حَيْثُ الْمَنْصُوْصُ عَنْ أَصْحَابِنَا (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۱ ،ص ۲۴۸، كتاب الطهارة، باب الأنجاس)

ترجمہ: ابونصر دبوسی سے راستہ کی مٹی اور کتوں (وغیرہ) کے روندے ہوئے کیچڑ کا پاک ہونا مروی ہے، اور اسی طریقہ سے گوبر والی مٹی اور راستہ کا وہ کیچڑ جس میں نجاست شامل ہو، وہ پاک ہے، مگر جبکہ عین نجاست (یعنی بعینہٖ پیشاب پاخانہ وغیرہ لباس یا بدن پر لگا ہوا) دیکھے،

[1] ج ۱ ، ص ۶۵، ۶۶، ملخصاً، الفن الاول القواعد الكلية، القاعدة الرابعة: المشقة تجلب التيسير.

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155077530

صاحبِ قنیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ روایت کے اعتبار سے یہی صحیح ہے اور ہمارے اصحاب سے جو صراحت منقول ہے، اس کے قریب ہے (بحرالرائق)

مذکورہ اور اس جیسی عبارات کی روشنی میں اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ جب گزرگاہ اور راستہ کے کیچڑ، مٹی اور بارش وغیرہ کے پانی میں نجاست ونا پاکی واضح اور یقینی نہ ہو، یا وہ بارش کے پانی سے پاک یا مغلوب ہوگئی ہو، تو وہ پاک ہے، کیونکہ اوّلاً تو پانی اور مٹی میں اصل پاک ہونا ہے، جس کے پاک ہونے کا حکم شک کی وجہ سے زائل نہیں ہوتا، دوسرے بارش کا پانی نجس ونا پاک زمین پر پڑ کر اس کو پاک کر دیتا ہے، جس طرح ناپاک زمین پر پاک پانی بہا کر پاک کیا جاتا ہے۔ [1]

---

[1] فصل :وإن أصاب الأرض ماء المطر أو السيول، فغمرها، وجرى عليها، فهو كما لو صب عليها؛ لأن تطهير النجاسة لا تعتبر فيه نية ولا فعل، فاستوى ما صبه الآدمي وما جرى بغير صبه .قال أحمد، -رحمه الله -، فى البول يكون فى الأرض فتمطر عليه السماء :إذا أصابه من المطر بقدر ما يكون ذنوبا، كما أمر النبى -صلى الله عليه وسلم -أن يصب على البول، فقد طهر .وقال المروذى :سئل أبو عبد الله عن ماء المطر يختلط بالبول، فقال :ماء المطر عندى لا يخالط شيئا إلا طهره، إلا العذرة .فإنها تقطع .وسئل عن ماء المطر يصيب الثوب، فلم ير به بأسا إلا أن يكون بيل فيه بعد المطر .وقال :كل ما ينزل من السماء إلى الأرض فهو نظيف، داسته الدواب أو لم تدسه .وقال فى الميزاب :إذا كان فى الموضع النظيف فلا بأس بما قطر عليك من المطر .إذا لم تعلم أنه قذر .قيل له :فأسأل عنه؟ قال :لا تسأل، وما دعاك إلى أن تسأل وهو ماء المطر، إذا لم يكن موضع مخرج، أو موضع قذر .فلا تغسله .واحتج فى طهارة طين المطر بحديث الأعرابى الذى بال فى المسجد .قال إسحاق بن منصور، وقال إسحاق بن راهويه، كما قال أحمد .واحتج بأن أصحاب النبى -صلى الله عليه وسلم -والتابعين كانوا يخوضون المطر فى الطرقات، فلا يغسلون أرجلهم، لما غلب الماء القذر .وممن روى عنه أنه خاض طين المطر، وصلى، ولم يغسل رجليه عمر، وعلى -رضى الله عنهما -وقال ابن مسعود :كنا لا نتوضأ من موطء .ونحوه عن ابن عباس .وقال بذلک سعيد بن المسيب وعلقمة والأسود، وعبد الله بن معقل بن مقرن والحسن، وأصحاب الرأى، وعوام أهل العلم .لأن الأصل الطهارة، فلا تزول بالشک (المغنى لابن قدامة، ج۲، ص ۷۱، فصل أصاب الأرض ماء المطر أو السيول فغمرها وجرى عليها)

وطين شارع ظنت نجاسته) طاهر .عملاً بالأصل، ولأن الصحابة، والتابعين يخوضون المطر فى الطرقات، ولا يغسلون أرجلهم .روى عن عمر وعلى، وقال ابن مسعود :كنا لا نتوضأ من موطء ونحوه عن ابن عباس، وهذا قول عوام أهل العلم .قاله فى الشرح (منار السبيل فى شرح الدليل، لابن ضويان، ج ۱، ص ۵۴، فصل فى النجاسات)

واعلم انه هذه المسألة من فروع قاعدة ابقاء ما كان على ما كان......ومنها ما فى القنية عن ابى نصر الدبوسى طين الشوارع ومواطء الكلاب فيها طاهر وكذا الطين المسروقن الا اذا راى عين النجاسات والاصل فى هذا كله ماورد عن النبى صلى الله عليه وعلى آله وسلم انه قال بعثت بالحنيفية السمحة البيضاء ولم ابعث بالرهبانية الصعبة وورد النبى صلى الله عليه وعلى آله وسلم واصحابه كانوا يستعملون انية المشركين

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

اور اگر اس کیچڑ میں ناپاکی وغلاظت غالب ہونے کا یقین ہو تو اگر وہ کیچڑ تھوڑی مقدار میں لگا ہو، تو بھی حرج وتنگی کی وجہ سے وہ معاف ہے، کیونکہ بہت سی چیزیں شریعت کی طرف سے تنگی اور حرج دُور کرنے کے لئے معاف کردی جاتی ہیں۔

پھر بھی اگر کوئی اس کو آسانی دھوکر نماز پڑھے، تو اچھی بات ہے، مگر ضروری نہیں۔

البتہ اگر عین سخت وغلیظہ نجاست (مثلاً پاخانہ وغیرہ) جسم یا لباس پر لگے، تو وہ معاف نہیں، بشرطیکہ وہ اتنی مقدار میں ہو، کہ جو معاف نہیں ہوتی، مثلاً ایک درہم یا ہتھیلی کے گہراؤ سے زیادہ۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾وثيابهم المنسوجة والمياه الراكدة فى الحياض والابار من غير استفسار وتدقيق فاخرج البخارى فى صحيحه ان النبى صلى الله عليه وعلى آله وسلم اكل فى بيت اليهودية وتوضأ من مزاده المشركة وروى ايضا عن ابن عمر انه قال كانت الكلاب تقبل وتدبر فى المسجد فى زمان رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم فلم يكونوا يرشون شيئا من ذلك وقال الفاضل البركلى فى الطريقة المحمدية وجوب الاحتراز عن النجاسة ليس لذاتها لوصفها المنفر من الريح المنتن والطعم البشيع واللون القبيح فاذا لم يوجد ولم يتيقن بوجوده فلا يجب ومع التيقن به يعفى عن القليل فى مواضع الضرورة والحاجة انتهى ومن ههنا يعلم ان الاصل فى الاشياء شرعا هو الطهارة لاسيما الماء فانه موصوف بالطاهرية والطهورية مالم يعرض ما يزوله كما نبهنا سابقا (السعاية، ج ۱، ص ۳۱۴، وص ۳۱۵، ملخصاً، كتاب الطهارة)

وفى المنتقى أرض أصابها بول أو عذرة، ثم أصابها المطر غالبا، وقد جرى ماؤه عليها فذلك مطهر لها وإن كان المطر قليلا لم يجر ماؤه عليها لم تطهر(منحة الخالق على البحر الرائق، ج ۱ ص ۲۳۸ كتاب الطهارة، باب الانجاس)

[1] چنانچہ اگر نجاستِ غلیظہ کی مقدار ایک درہم یا ہتھیلی کے گہراؤ سے کم ہو، تو وہ حنفیہ کے نزدیک عام حالات میں بھی معاف ہے، چہ جائیکہ ضرورت کے وقت معاف نہ ہو، اور اس سلسلہ میں مشائخ حنفیہ کے اور بھی اقوال ہیں، مگر حنفیہ کے نزدیک عام حالات میں راجح طینِ شارع کا معاف ہونا ہی ہے، جیسا کہ ابنِ منذر وغیرہ نے حنفیہ کا قول ذکر کیا ہے۔

العفو عن طين الشوارع :يرى الشافعية والحنابلة العفو عن يسير طين الشارع النجس لعسر تجنبه، قال الزركشى تعليقا على مذهب الشافعية فى الموضوع :وقضية إطلاقهم العفو عنه ولو اختلط بنجاسة كلب أو نحوه -وهو المتجه لا سيما فى موضع يكثر فيه الكلاب -لأن الشوارع معدن النجاسات.ومذهب الحنفية قريب من مذهب الشافعية والحنابلة إذ قالوا :إن طين الشوارع الذى فيه نجاسة عفو إلا إذا علم عين النجاسة ، والاحتياط فى الصلاة غسله.ويقول المالكية :الأحوال أربعة :الأولى والثانية :كون الطين أكثر من النجاسة أو مساويا لها تحقيقا أو ظنا، ولا إشكال فى العفو فيهما، والثالثة :غلبة النجاسة على الطين تحقيقا أو ظنا، وهو معفو عنه على ظاهر المدونة، ويجب غسله على ما مشى عليه الدردير تبعا لابن أبى زيد . والرابعة :أن تكون عينها قائمة وهى لا عفو فيها اتفاقا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۰، ص ۱۷۱، مادة "عفو")

ويعفى عن طين الشوارع ولو كان مخلوطا بنجاسة غالبة ما لم ير عينها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۰، ص ۱۱۴، النجاسات المعفو عنها عند الحنفية، مادة "نجاسة") ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075 30

پھر یہ بات بھی قابلِ ملحوظ ہے کہ ناپاک زمین جس طرح نجاست کے دور ہونے سے پاک ہوجاتی ہے، اسی طرح حنفی فقہائے کرام کے نزدیک ہوا اور دھوپ کے ذریعہ خشک ہونے سے بھی پاک ہوجاتی ہے، جبکہ نجاست کا اثر زائل ہوجائے، اور راجح یہ ہے کہ وہ دوبارہ پانی وغیرہ سے تَر ہونے سے ناپاک نہیں ہوتی۔

اسی طرح ناپاک چیز سے اڑنے والا گرد معاف ہے، اور اگر ہوا سے نجاست کا گرد وغبار اڑ کر کسی جگہ (گزرگاہ وغیرہ) پر پڑ جائے، تو اس کی وجہ سے وہ جگہ ناپاک نہیں کہلاتی۔ [1]

لہٰذا اگر زمین یا کسی راستہ پر نجاست پڑی، اور وہ انسانوں اور گاڑیوں وغیرہ کے گزرنے یا ہوا یا دھوپ کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ومن الرخص التی شرعت بسبب العسر وعموم البلوی ما ذکره السیوطی وابن نجیم من جواز الصلاة مع النجاسة المعفو عنها، کدم القروح والدمامل والبراغیث، وطین الشارع (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۳۱، ص۷، مادة "عموم البلوی")

وعن قلیل طین محل مرور متیقن نجاسته ولو بمغلظ، للمشقة، ما لم تبق عینها متمیزة.

ویختلف ذلک بالوقت ومحله من الثوب والبدن.

وإذا تعین عین النجاسة فی الطریق، ولو مواطء کلب، فلا یعفی عنها، (وإن عمت الطریق علی الاوجه)

(وأفتی شیخنا) فی طریق لا طین بها بل فیها قذر الادمی وروث الکلاب والبهائم وقد أصابها المطر، بالعفو عند مشقة الاحتراز .(قاعدة مهمة) :وهی أن ما أصله الطهارة وغلب علی الظن تنجسه لغلبة النجاسة فی مثله، فیه قولان معروفان بقولی الاصل .والظاهر أو الغالب أرجحهما أنه طاهر، عملا بالاصل المتیقن، لانه أضبط من الغالب المختلف بالاحوال والازمان(فتح المعین بشرح قرة العین بمهمات الدین مع اعانة الطالبین، ج ۱ ص۱۲۴، باب الصلاة)

قوله" :ولو مشی فی السوق الخ "قال فی المنح عن أبی نصر الدبوسی طین الشوارع ومواطن الکلاب طاهر وکذا الطین المسرقن إلا إذا رأی عین النجاسة قال رحمه الله تعالی وهو الصحیح اهـ أی من حیث الدرایة وقریب من حیث الروایة عن أصحابنا رضی الله عنهم وفی الدر المختار وغیره وعفی طین شارع ومواطن کلاب وبخار نجس وغبار سرقین وانتضاح غسالة لا تظهر مواقع قطرها فی الماء اهـ وظاهر ذلک ان العفو مصحح خلافا لما تفیده عبارته فإنه حکاه بقیل (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ج ۱، ص۱۵۸، باب الانجاس والطهارة عنها)

[1] لا عبرة للغبار النجس إذا وقع فی الماء إنما العبرة للتراب(ردالمحتار، ج ۱ ص۳۲۵، کتاب الطهارة، باب الانجاس)

ومن الرخص التی شرعت بسبب العسر وعموم البلوی ما ذکره السیوطی وابن نجیم من جواز الصلاة مع النجاسة المعفو عنها، کدم القروح والدمامل والبراغیث، وطین الشارع وذرق الطیور إذا عم فی المساجد والمطاف، وما لا نفس له سائلة، وأثر نجاسة عسر زواله، والعفو عن غبار السرقین وقلیل الدخان النجس وأمثالها، وهی کثیرة مفصلة فی کتب الفقه (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۳۱، ص۷، مادة "عموم البلوی")

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075 30

ذریعہ خشک ہونے سے پاک ہوگئی، اور نجاست کا اثر ختم ہوگیا، تو وہ زمین یا راستہ پاک ہو جاتا ہے، اور اس پر بارش یا پانی پڑنے سے وہ دوبارہ ناپاک نہیں ہوتا، اور اس حالت میں اس کا کیچڑ بھی پاک کہلاتا ہے، اور اسی طرح راستوں پر جو گرد و غبار ہوتی ہے، اگرچہ وہ نجاست و ناپاک چیز سے اڑنے والی گرد و غبار کیوں نہ ہو، اس کی وجہ سے بھی راستہ وغیرہ ناپاک نہیں کہلاتا۔

پس آج کل جو بعض لوگ راستہ کے کیچڑ، اور نالی وغیرہ کے چلتے پانی کو بلا دلیل ناپاک سمجھ لیتے ہیں، جس میں پاک مٹی اور پاک پانی کا بڑا حصہ شامل ہوتا ہے، اور جہاں کہیں بدن یا لباس پر چھینٹیں پڑ جائیں، اس پر ناپاک ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں، اور اس کو دھوئے بغیر نماز پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے، یہ غلو اور تشدد پرستی پر مبنی ہے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان۔　۱۸/صفر المظفر/۱۴۳۵ھ　22/دسمبر/2013ء بروز اتوار

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

* 1 دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

طعام ولباس وغیرہ میں کھود کرید و تعمّق مناسب نہیں

اللہ تعالیٰ نے دین میں آسانی فرمائی ہے، اور تنگی وحرج پیدا نہیں فرمایا۔

چنانچہ سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ (سورة المائدة، رقم الآية ٦)

ترجمہ: اللہ یہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی حرج (وتنگی) کرے (سورہ مائدہ)

اور سورہ حج میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (سورة الحج، رقم الآية ٧٨)

ترجمہ: اور اللہ نے تم پر دین میں کوئی حرج نہیں رکھا (سورہ حج)

اور سورہ نسآء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ، وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا (سورة النساء، رقم الآية ٢٨)

ترجمہ: اللہ تم سے (بوجھ کو) ہلکا کرنا چاہتا ہے، اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے (سورہ نسآء)

حضرت ابوعروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَنْتَظِرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ رَجُلٌ يَقْطُرُ رَأْسُهُ، مِنْ وُضُوْءٍ أَوْ غُسْلٍ، فَصَلّٰى، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، جَعَلَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَهُ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَعَلَيْنَا حَرَجٌ فِيْ كَذَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ دِيْنَ اللّٰهِ فِيْ يُسْرٍ، ثَلَاثًا يَقُوْلُهَا (مسند احمد، رقم الحديث ٢٠٦٦٩، مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ٦٨٦٣، باسناد حسن)

ترجمہ: ہم نبی ﷺ کا انتظار کر رہے تھے، اتنے میں ایک آدمی نکلا، جس کے سر سے وضو یا غسل کا پانی ٹپک رہا تھا، پھر اس نے نماز پڑھی، جب اس نے نماز مکمل کر لی، تو لوگوں نے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

اس کے بارے میں سوال کرنا شروع کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہمارے اوپر اس طرح کرنے میں حرج ہے؟ (کہ آدمی اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کے وضو یا غسل کا پانی ٹپک رہا ہو) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، اے لوگو! بے شک اللہ کے دین میں یسر وسہولت ہے، تین مرتبہ آپ یہی فرماتے رہے (مسند احمد، ابویعلیٰ)

اور اسی وجہ سے دین میں سختی وتشدُّد کو ناپسند کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ هَدْيًا قَاصِدًا، فَإِنَّهُ مَنْ يُشَادُّ هٰذَا الدِّيْنَ يَغْلِبْهُ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۲۳۰۵۳، باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے اوپر سیدھے (اور غیر مشقت والے) راستے اور میانہ روی (واعتدال) کو اختیار کرو، کیونکہ جو شخص دین کے معاملے میں سختی (وغلو) کرتا ہے، اس پر دین غلبہ حاصل کرلیتا ہے (اور وہ خود دین سے مغلوب ہوجاتا ہے) (مسند احمد)

اس طرح کی اور بھی احادیث ہیں، جن کا مطلب یہ ہے کہ اعتدال والا راستہ اختیار کرنا چاہئے، جس میں بے جا مشقت اور غلو نہ ہو، کیونکہ جو شخص اعتدال کو چھوڑ دیتا ہے، اور اپنی طاقت سے زیادہ اپنے آپ کو مشقت وکلفت میں ڈالتا ہے، تو اس کو دین پر عمل کرنا مشکل ہوجاتا ہے، اور یہ طرزِ عمل فرائض اور واجبات میں تقصیر اور کوتاہی کا باعث بنتا ہے (فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۵۵۸۴)

اور اسی اُصول کی بناء پر کھانے پینے اور پہننے واستعمال کرنے کی چیزوں میں زیادہ کھود کرید کو پسند نہیں کیا گیا۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ عَلٰى أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ، فَأَطْعَمَهُ طَعَامًا، فَلْيَأْكُلْ مِنْ طَعَامِهِ، وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ، وَإِنْ سَقَاهُ شَرَابًا مِنْ شَرَابِهِ، فَلْيَشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ، وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ

(مسند احمد، رقم الحديث ۹۱۸۴، حديث حسن)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے یہاں جائے، اور وہ اس کو کوئی کھانا کھلائے، تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کا کھانا کھالے، اور اس سے اس کے (حلال وحرام کے) متعلق کھود کرید نہ کرے، اور اگر کوئی چیز پلائے تو اسے چاہئے کہ اُس چیز کو پی لے، اور اس کے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

متعلق (حلال وحرام ہونے کی) کھود کرید نہ کرے (مسند احمد)

بلادلیل بدگمانی کرنا منع ہے، اوراسی طرح تجسس بھی منع ہے، لہٰذا جب کوئی کھانا یا پینا سامنے آئے، اوراس کے حلال وحرام ہونے کا علم نہ ہو، تو اس کو کھا پی لینا چاہیے، اوراس میں وسوسوں سے کام نہیں لینا چاہیے۔ [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبْنَةٍ فِي غَزْوَةِ الطَّائِفِ فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَضْرِبُونَهَا بِعِصِيِّهِمْ وَيَقُولُونَ: نَخْشَى أَنْ يَكُونَ فِيهَا مَيْتَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ضَعُوا فِيهَا السِّكِّينَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهَا (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۱۱۸۰۷، ج۱۱ ص۳۰۳، باب العین، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۷۵۵) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غزوہ طائف میں پنیر لایا گیا، تو آپ کے صحابۂ کرام اس کو لاٹھی سے ہٹانے لگے، اور یہ کہنے لگے کہ ہمیں یہ ڈر ہے کہ اس میں مُردار نہ ہو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم چھری رکھو اور اللہ کا نام لو، اور کھاؤ (طبرانی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا تَرَخَّصَ فِيهِ، وَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ، فَوَاللّٰهِ إِنِّي أَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً

(بخاری، رقم الحدیث ۷۳۰۱، باب مایکرہ من التعمق والتنازع فی العلم والغلو فی الدین والبدع)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کام کیا، جس میں (اللہ کی طرف سے) رخصت وگنجائش موجود تھی، اورایک قوم نے اس کام سے اجتناب وپرہیز کیا، یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے؟ جو ایسی چیز سے اجتناب وپرہیز کرتے ہیں، جس کو میں کرتا ہوں، پس اللہ کی قسم میں ان لوگوں

---

[1] (ولا یسأل عنه) أی عن الطعام من أی وجه اکتسبه لیقف علی حقیقة حله فإن ذلک غیر مکلف به ما لم تقو الشبهة فی طعامه والمراد لا یسأل منه ولا من غیره (فیض القدیر، تحت رقم الحدیث ۵۸۴)

[2] فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیره.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075 30

کے مقابلہ میں اللہ کا زیادہ علم رکھتا ہوں، اور اللہ کی زیادہ خشیت (وخوف) رکھتا ہوں (بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ جب نبی بلکہ افضل نبی ہونے کے باوجود رخصت وگنجائش والے کام کو اختیار کیا، تو دوسروں کا اس کو نظرانداز کرنا اور اس کو نیکی کا کام سمجھ کر اس سے پرہیز کرنا کیونکر درست ہوسکتا ہے (عمدة القاری. باب ما یکرہ من التعمق والتنازع فی العلم والعلو فی الدین والبدع)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

وَأَرَادَ أَنْ يَنْهَى عَنْ حُلَلِ الْحِبَرَةِ لِأَنَّهَا تُصْبَغُ بِالْبَوْلِ، فَقَالَ لَهُ أُبَيٌّ " :لَيْسَ ذٰلِكَ لَكَ قَدْ لَبِسَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَبِسْنَاهُنَّ فِي عَهْدِهِ

(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۲۸۳، باسناد رجالہ ثقات)

ترجمہ: اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہوا کہ دھاری دار یمنی چادروں سے منع کردیں کہ ان پر پیشاب کا رنگ چڑھایا جاتا ہے، تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ کو اس سے منع کرنے کا حق نہیں، کیونکہ ان چادروں کو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا ہے، اور ہم بھی اُن کو آپ کے زمانے میں پہنتے رہے ہیں (مسند احمد)

حضرت ابنِ سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

هَمَّ عُمَرُ، أَنْ يَنْهَى عَنْ ثِيَابِ حِبَرَةَ لِصَبْغِ الْبَوْلِ، ثُمَّ قَالَ :كُنَّا نُهِينَا، عَنِ التَّعَمُّقِ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث ۱۴۹۴، باب ما جاء فی الثوب یصبغ بالبول)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دھاری دار یمنی چادر سے منع کرنے کا ارادہ کیا پیشاب میں رنگے جانے کی وجہ سے، پھر فرمایا کہ ہمیں کھود کرید سے منع کیا گیا ہے (عبدالرزاق)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَرَادَ عُمَرُ أَنْ يَنْهَى ,عَنْ عَصَبِ الْيَمَنِ ,قَالَ :نُبِّئْتُ أَنَّهُ يُصْنَعُ بِالْبَوْلِ ,ثُمَّ قَالَ :قَدْ نُهِينَا عَنِ التَّعَمُّقِ (غریب الحدیث لإبراهيم الحربی)[1]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یمن کی چادر سے منع کرنے کا ارادہ کیا، اور فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ اس کو پیشاب میں رنگ دیا جاتا ہے، پھر فرمایا کہ ہمیں کھود کرید سے منع کیا گیا

[1] ج ۱ ص ۳۰۲، غریب حدیث عبداللہ بن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، الحدیث الرابع عشر، باب عصب.

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

ہے (غریب الحدیث)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ : نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ(بخاری) ۱؎

ترجمہ: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، تو انہوں نے فرمایا کہ ہمیں تکلف (اور کھود کرید) سے منع کیا گیا ہے (بخاری)

اس طرح کی اور بھی روایات ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے پینے کی حلت وحرمت اور لباس کی پاکی وناپاکی کے معاملہ میں کھود کرید اور تعمق سے کام لینا درست نہیں، اور جب تک کسی دلیل سے حرمت یا ناپاکی ثابت نہ ہو، اس وقت تک اس کو حلال و پاک ہی سمجھنا چاہئے۔

اور جو ناپاک لباس دھوبی کو دھونے کے لئے دیا گیا ہو، اور اس نے دھو کر واپس کر دیا ہو، مگر یہ معلوم نہیں کہ دھوبی نے اس لباس کو پاک کیا ہے یا نہیں، تو اگرچہ اس سلسلہ میں بعض اہلِ علم حضرات کی رائے یہ ہے کہ جو لباس دھوبی کو پاکی کی حالت میں دیا ہو، تو وہ دھوبی کے دھونے کے بعد پاک ہی رہے گا، اور جو ناپاک حالت میں دیا ہو، وہ دھوبی کے دھونے کے باوجود بھی ناپاک سمجھا جائے گا۔

مگر اس سلسلہ میں ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ دونوں طرح کے کپڑوں کو پاک سمجھا جائے گا، کیونکہ خیر القرون کے دور سے بلانکیر اس پر تعامل چلا آرہا ہے، اور غیر مسلموں کے دھوئے ہوئے اور استعمالی کپڑوں تک میں فقہائے کرام نے گنجائش اور وسعت بیان فرمائی ہے۔ ۲؎

۱؎ رقم الحديث ۷۲۹۳، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من كثرة السؤال وتكلف ما لا يعنيه.

۲؎ جہاں تک اس شبہ کا تعلق ہے کہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا، اس لئے پہلے سے پاک لباس کو پاک اور ناپاک کو ناپاک سمجھا جائے گا، تو اس بارے میں عرض ہے کہ یہ اصول اس وقت تک معتبر اور مؤثر ہوتا ہے، جبکہ کسی لباس کو سرے سے دھونے نہ دھونے میں ہی شک ہو، لیکن جب کسی کپڑے کا دھونا یقین کے ساتھ ثابت ہو، اور دُھلنے کے بعد اس میں نجاست کا کوئی اثر بھی ظاہر نہ ہو، البتہ پاک کرنے کا ثبوت نہ ہو، تو اس صورت میں اصل پاک ہونا ہے، لہٰذا یہاں پاک ہونے کو شک کا درجہ دیتے ہوئے یقینی ناپاک کے مزاحم قرار دینا مناسب معلوم نہیں ہوتا، ورنہ تو دھوبی کے علاوہ گھروں میں جو کپڑے خواتین یا ملازم دھوتے ہیں، ان میں بھی یہی اُصول جاری ہونا چاہئے، کیونکہ ان کے بھی پاک ہونے کی کوئی معقول دلیل نہیں ہوتی، علاوہ ازیں دھوبی عموماً ماءِ کثیر یا ماءِ جاری میں کپڑے دھوتے ہیں، جس میں کپڑا داخل ہونے پر بآسانی پاک ہو جاتا ہے۔

نیز دھوبیوں کو عموماً جو کپڑے دیئے جاتے ہیں، وہ میلے کچیلے ہوتے ہیں، جن کو دھو کر اور میل کچیل کو صاف کر کے وہ واپس کرتے ہیں، اور یہ بات ظاہر ہے کہ میل کچیل کو دھو کر کو صاف کرنا بہ نسبت پاک کرنے کے زیادہ مشکل ہے۔

اور کسی چیز کے پاک ہونے کے لئے نجاستِ مرئیہ میں عین کا ازالہ کافی ہو جاتا ہے، اور نجاستِ غیر مرئیہ میں راجح یہ ہے کہ دھونے والے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

لہٰذا دھوبی اور ڈرائی کلینرز کا دھویا ہوا لباس پاک سمجھا جائے گا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ کے غلبۂ ظن کے مطابق پاک ہوجانا معتبر ہے، اور دھوبی اپنے غلبۂ ظن کے مطابق پاک کرتا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ غلبۂ ظن کا تعلق دھونے والے سے ہے نہ کہ استعمال کرنے والے سے، اور امت کا مجموعی تعامل بھی اسی پر ہے کہ وہ دوسرے کے دُھلے ہوئے لباس کو استعمال کرتے چلے آرہے ہیں، اور اس کے باوجود بھی دھوبی نے کوئی کوتاہی کی ہو، جس کا استعمال کرنے والے کو علم نہ ہو، تو اس کا ذمہ دار خود وہ دھوبی ہے، جیسا کہ طعام وغیرہ اشیاء کا معاملہ ہے۔

وقال الحسن فی ثیاب تنسجها المجوس :لم یر بها بأسا.وقال معمر :رأیت الزهری یلبس من ثیاب الیمن ما صبغ بالبول .وصلی علی -رضی الله عنه -فی ثوب غیر مقصور .المقصود بهذا الباب :جواز الصلاة فی الثیاب التی ینسجها الکفار، وسواء نسجوها فی بلادهم وجلبت منها، أو نسجت فی بلاد المسلمین. روی أبو إسحاق الفزاری، عن زائدة ومخلد، عن هشام، عن الحسن، أنه قال فی الثیاب التی تنسجها المجوس فیؤتی بها قبل أن تغسل :لا بأس بالصلاة فیها.وروی سعید بن منصور :ثنا حماد بن زید، عن مطر الوراق، عن الحسن، أنه کان لا یری بأسا أن یصلی فی السابری والدستوائی ونحو ذلک قبل أن تغسل . وروی وکیع فی (کتابه) عن الربیع بن صبیح، عن الحسن، قال :لا بأس مما یعمل المجوس من الثیاب وعن علی بن صالح، عن عطاء أبی محمد، قال :رایت علی علی قمیصا من هذه الکرابیس، لبیسا غیر غسیل.ورواه عبد الله بن الإمام أحمد فی (کتاب العلل) : ثنا أبی :ثنا محمد بن ربیعة :ثنا علی بن صالح :حدثنی عطاء أبو محمد قال :رأیت علیا اشتری ثوبا سنبلانیا فلبسه، ولم یغسله، وصلی فیه.وروی أبو بکر الخلال بإسناده، عن ابن سیرین، قال :ذکر عند عمر الثیاب الیمانیة، أنها تصبغ بالبول؟ فقال :نهانا الله عن التعمق والتکلف.وروی الإمام أحمد، عن هشیم، عن یونس، عن الحسن، أن عمر بن الخطاب أراد أن ینهی عن حلل الحبرة؛ لأنها تصبغ بالبول، فقال له أبی :لیس ذاک لک، قد لبسهن النبی -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، ولبسناهن فی عهده. وروی ابن أبی عاصم فی (کتاب اللباس) من طریق محمد بن عبید الله العرزمی -وفیه ضعف -عن عبد الملک بن عمیر، عن قبیصة بن جابر، قال :خطب عمر الناس، فقال :أنه بلغنی أن هذه البرود الیمانیة التی تلبسونها تصبغ بالبول؛ بول العجائز العتق، فلو نهینا الناس عنها؟ فقام عبد الرحمان بن عوف، فقال :یا أمیر المؤمنین، أتنطلق إلی شیء لبسه رسول الله -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -وأصحابه فتحرمه؟ !إنها تغسل بالماء ، فکف عُمَر عَن ذَلِکَ.وقد روی عَن الْحَسَن أنه کَانَ إذَا سئل عَن البرود إذا صبغت بالبول،فهل تری بلبسها بأسا؟ حدث بحدیث عمر مع أبی بن کعب کما تقدم.وقال حنبل :کان أبو عبد الله -یعنی :أحمد -یصبغ له یهودی جبة فیلبسها، ولا یحدث فیها حدثا من غسل ولا غیره .فقلت له، فقال :ولم تسأل عما لا تعلم؟ !لم یزل الناس منذ أدرکناهم لا ینکرون ذلک .قال حنبل :وسئل أبو عبد الله عن یهود یصبغون بالبول؟ فقال: المسلم والکافر فی هذا سواء ، ولا تسال عن هذا ولا تبحث عنه وقال :إذا علمت أنه لا محالة یصبغ من البول وصح عندک فلا تصل فیه حتی تغسله.وقال یعقوب بن بختان :سئل أحمد عن الثواب یصبغه الیهودی؟ قال :ویستطیع غیر هذا؟ - !کأنه لم یر به بأسا .وقال المروذی :سمعت أبا عبد الله یسأل عن الثوب یعمله الیهودی والنصرانی، تصلی فیه؟ قال :نعم، القصار یقصر الثیاب، ونحن نصلی فیها .وکل هذا یدل علی أن ما صنعه الکفار من الثیاب فإنه یجوز الصلاة فیه من غیر غسل، ما لم تحقق فیه نجاسة، ولا یکتفی فی ذلک بمجرد القول فیه حتی یصح، وأنه لا ینبغی البحث عن ذلک والسؤال عنه.وحکی ابن المنذر هذا القول عن مالک والشافعی وأحمد وأصحاب الرأی، فلم یحک عن احد فیه خلافا، وهو قول الثوری وإسحاق :-نقله عنه حرب .ومن أصحابنا من قال لا نعلم فی هذا خلافا .ومنهم من نفی الخلاف فیه فی المذهب .ومن الأصحاب من حکی فیه خلافا عن أحمد(فتح الباری لابنِ رجب، ج۲ ص۳۷۲ الیٰ ۳۷۵،باب الصلاة فی الجبة الشامیة)

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075 30

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیُ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾ ابوجویریہ

J $ P

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۴۲)

برادرانِ یوسف کا اپنے والد سے اپنے لئے استغفار کی درخواست

برادرانِ یوسف نے جب سارے حالات ملاحظہ کئے، اوران پر اپنی غلطیاں بھی اچھی طرح واضح ہوگئیں، اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے بھی بڑے شرمندہ ہوئے، تو اپنے والد سے انہوں نے درخواست کی کہ پہلے آپ ہمیں معاف فرمائیں اور پھر ہمارے لئے ہمارے رب سے بھی استغفار طلب فرمائیں، کیونکہ یہ بات ظاہر ہے جو اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے مغفرت کی درخواست کرے گا، وہ پہلے ان کو خود معاف کرے گا، پھر درخواست کرے گا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالُوْا یٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیْنَ (سورة یوسف ، رقم الآیة ۹۷)

یعنی’’(برادرانِ یوسف) کہنے لگے اے ہمارے ابا جان! ہمارے گناہوں کی بخشش کے لئے دعا فرمایئے، واقعی ہم بڑے ہی خطا کار تھے‘‘

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ میں عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے بخشش کی دعاء کروں گا اور اس سے امید رکھتا ہوں کہ وہ تمہاری بخشش فرما دیگا، کیونکہ وہ یقیناً بڑا ہی بخشنے والا نہایت ہی مہربان ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (سورة یوسف ، رقم الآیة ۹۸)

یعنی’’حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے معافی کی درخواست کروں گا، بے شک وہی ہے جو سب سے بڑا بخشنے والا، انتہائی مہربان ہے‘‘

یہاں پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے’’سوف‘‘ کا لفظ استعمال فرمایا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو سرسری طور پر یوں کہہ کر ٹالنے کی کوشش نہیں کی کہ جاؤ اللہ تمہیں معاف

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

فرمائے، جیسا کہ عام طور پر اس طرح کے مواقع میں ہوتا رہتا ہے، بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کے لئے خاص اہتمام کے ساتھ اور خاص وقت میں بخشش کی دعا کا وعدہ فرمایا۔

خاندانِ یوسفی کا دربارِ یوسفی میں آنا

حضرت یوسف علیہ السلام نے سب خاندان کے لوگوں سے کہا کہ آپ سب اللہ کے حکم سے مصر میں بے خوف وخطر بغیر کسی پابندی کے داخل ہو جائیں، یعنی دوسرے ملک میں داخل ہونے والے مسافروں پر جو پابندیاں عام طور پر ہوا کرتی ہیں، آپ ان سب پابندیوں سے مستثنیٰ ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ

(سورۃ یوسف، رقم الآیۃ ۹۹)

یعنی ''پھر جب یوسف کے پاس آئے تو اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو جاؤ اگر اللہ نے چاہا تو امن سے رہو گے''

بعض روایات میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس مرتبہ اپنے بھائیوں کیساتھ دوسو اونٹوں پر لدا ہوا بہت سا سامان کپڑوں اور دوسری ضروریات کا بھیجا تھا تاکہ پورا خاندان مصر آنے کے لئے عمدہ تیاری کر سکے اس کے مطابق یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد اور تمام متعلقین مصر کے لئے تیار ہو کر نکلے تو ایک روایت میں ان کی تعداد بہتر اور دوسری میں ترانوے نفوس مرد وعورت پر مشتمل تھی۔ [1]

دوسری طرف جب مصر پہونچنے کا وقت قریب آیا تو حضرت یوسف علیہ السلام اور ملک مصر کے لوگ استقبال کے لئے شہر سے باہر تشریف لائے، جب یہ حضرات مصر میں یوسف علیہ السلام کے مکان میں داخل ہوئے، تو انھوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس ٹھہرایا، یہاں ذکر والدین کا ہے حالانکہ یوسف علیہ السلام کی والدہ کا انتقال بچپن میں ہو چکا تھا مگر ان کے بعد یعقوب علیہ السلام نے مرحومہ کی بہن لیّا سے نکاح کر لیا تھا جو یوسف علیہ السلام کی خالہ ہونے کی حیثیت سے بھی والدہ کی طرح تھیں، اور والد کے نکاح

---

[1] قال النووی روی ان یوسف بعث مع البشیر الی یعقوب مائتی راحلة وجهازا کثیرا لیأتوا بیعقوب واهله وولده -فتهیا للخروج الی مصر فخرجوا وهم اثنان وسبعون بین رجل وامراة -وقال مسروق کانوا ثلاثة وتسعین -فلما دنا من مصر کلم یوسف الملک الذی فوقه -فخرج یوسف والملک فی اربعة آلاف من الجند ورکب اهل مصر معهما یلقون 1 یعقوب وکان یعقوب یمشی وهو یتوکا علی یهودا فنظر الی الخیل والناس فقال یا یهودا هذا فرعون مصر قال لا هذا ابنک(التفسیر المظهری، تحت رقم الآیة ۹۷ من سورة یوسف)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

میں ہونے کی حیثیت سے بھی والدہ ہی کہلانے کی مستحق تھیں۔ ؎

؎ اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ خود شاہ مصر بھی استقبال کے لئے چلے اور حکم شاہی سے شہر کے تمام امیر امرا اور ارکان دولت بھی آپ کے ساتھ تھے۔اور روایات میں آتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کا تو پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا۔اس وقت آپ کے والد صاحب کے ہمراہ آپ کی خالہ صاحبہ آئی تھیں،لیکن امام ابن جریر اور امام محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ آپ کی والدہ خود ہی زندہ موجود تھیں،ان کی موت پر کوئی صحیح دلیل نہیں اور قرآن مجید کے ظاہری الفاظ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ زندہ موجود تھیں۔

وقوله :(آوى إليه أبويه) قال السدى، وعبد الرحمن بن زيد بن أسلم :إنما كان أباه وخالته، وكانت أمه قد ماتت قديما .وقال محمد بن إسحاق وابن جرير :كان أبوه وأمه يعيشان .قال ابن جرير :ولم يقم دليل على موت أمه، وظاهر القرآن يدل على حياتها .وهذا الذى نصره هو المنصور الذى يدل عليه السياق(تفسير ابنِ كثير، تحت رقم الآية ۹۹ من سورة يوسف)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

طب وصحت مفتی محمد رضوان

حجامہ یا سینگی لگوانا (ساتویں وآخری قسط)

(Cupping Therapy)

موجودہ ماہرین کی نظر میں حجامہ کی اہمیت وافادیت

ڈاکٹر شایان احمد صاحب (کراچی) جو International Cupping Society برطانیہ کے ممبر ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ:

حجامہ ایک سنت علاج ہے، جس میں مختلف مقامات پر کٹ لگا کر جلد کی پہلی جھلی سے فاسد خون نکال کر کھانسی سے لے کر کینسر تک تقریباً تمام بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے۔

جسم میں فاسد مادوں کے جمع ہونے کی وجوہات میں دھواں، پانی، مشروبات میں موجود زہریلے کیمیائی مادے، مکانات کے قریب فیکٹریوں کا فضلہ، تمباکو والی اشیاء، بازاری کھانے، ذہنی دباؤ، غصہ، گھبراہٹ وغیرہ ہیں۔

ان فاسد مادوں کی وجہ سے قوتِ مدافعت کمزور ہوجاتی ہے، اور انسان مختلف امراض میں مبتلا ہوجاتا ہے (ماہنامہ ''الفاروق''، کراچی، صفحہ ۵۸، صفر ۱۴۳۵ھ، دسمبر 2013ء)

آج سے چودہ سو سال پہلے طبیبِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم، طبِ نبوی کے حوالہ سے جو فرما کر اور عملی طور پر اپنا کر دنیا سے تشریف لے گئے، آج میڈیکل سائنس ان چیزوں کو ثابت کر رہی ہے۔

چنانچہ جب عرب ممالک سے ترقی کرتا ہوا ''حجامہ'' دنیا کے ترقی یافتہ غیر مسلم ممالک میں پہنچا، تو طب کی دنیا میں ایک انقلاب برپا ہوگیا، میڈیکل سائنس اپنی ترقی اور Celluler level تک ریسرچ کے باوجود، دردوں کے علاج میں Painkiller (درد کم کرنے والی گولی) یا آخری درجہ میں Steroid تجویز کرتی ہے، جو گردوں اور جگر کے لئے انتہائی مہلک ہے، اس سے آگے کوئی شافی دوا جس سے درد ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے، اس سلسلہ میں میڈیکل سائنس کوئی شافی دواء تجویز کرنے میں ناکام تھی۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

یہ بات سمجھ سے باہر تھی کہ درد کے مادے یعنی Pain toxins کو جسم سے باہر کیسے نکالا جائے، جب مغربی ممالک میں حجامہ روشناس ہوا، ان کی عقلیں ٹھکانوں پر آ گئیں، کہ کیسے اتنے سادہ سے علاج سے، جس میں کپ یا گلاس کے ذریعہ سک Suck یعنی کھچاؤ بنا کر جب باریک کٹ لگائے جاتے ہیں، تو سارا درد کا مادہ باہر آ جاتا ہے، اور مریض چاہے عرق النساء کا ہو، یا درد شقیقہ کا، چاہے جوڑوں کا درد ہو، یا پٹھوں کا، اسے فوری شفاء ملتی ہے، چنانچہ کئی غیر مسلم ممالک، مثلاً چین، برطانیہ، جرمنی، فرانس، امریکہ وغیرہ میں ماہرینِ طب اور عام افراد، دردوں کو دُور کرنے کے لئے بہت تیزی سے حجامہ کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں (ایضاً، صفحہ۵۹)

قدیم وجدید امراض مثلاً بلڈ پریشر، اٹھرا، شوگر، دردِ گردہ، موٹاپا، قبض، ٹینشن، خرابی خون، فالج، لقوہ، جوڑوں کا درد، ہمہ قسم درد، بے اولادی، مائیگرین، بواسیر، دمہ، لیکوریا، الرجی، خارش، مرگی، امراضِ معدہ، ہیپاٹائٹس، کینسر، ٹی بی وغیرہ جیسے موذی اور خطرناک امراض میں مبتلا ہزاروں مریض اس مبارک طریقۂ علاج سے بحمد اللہ! شفایاب ہو چکے ہیں۔ مردانہ اور زنانہ پوشیدہ امراض کے لئے بھی یہ بے حد مفید ہے، صحت مند لوگ بھی اتباعِ سنت کی نیت سے حجامہ لگوا سکتے ہیں، کیونکہ اس میں سو شہیدوں کے ثواب کے علاوہ بیماریوں سے روک بھی ہے، اور اس سے طبیعت میں نشاط اور چستی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ علاج ایسے فوری اثر کرتا ہے، جیسے پھوڑے میں سے پیپ نکلتے ہی راحت ملتی ہے۔ ہر قسم کی بیماریوں کو جڑ سے نکال باہر کرتا ہے، چین کا یہ قومی علاج ہے، عرب ممالک اور دنیا کے کئی ممالک میں اس علاج کا رواج اور اہتمام ہے (ایضاً، صفحہ۵۸)

ماہرِ حجامہ ڈاکٹر امجد احسن علی صاحب MBBS (KAR), MRCP (UK) جنہوں نے ''الحجامہ'' کے نام سے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب تحریر کی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ:

حجامہ کے عام فوائد

(۱)......خون صاف کرتا ہے، اور حرام مغز (Medulla) کو فعّال بناتا ہے۔

(۲)......شریانوں پر اچھا اثر ہوتا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075 30

(۳)......پٹھوں کے اکڑاؤ کو ختم کرنے کے لئے مفید ہے۔

(۴)......دمہ اور پھیپھڑوں کے اَمراض اور اِنجائنا کے لئے مفید ہے۔

(۵)......سر درد، سر اور چہرے کے پھوڑوں، درد شقیقہ اور دانتوں کے درد کو آرام دیتا ہے۔

(۶)......آنکھوں کی بیماریوں اور (Conjunctivities) میں مفید ہے۔

(۷)......رحم کی بیماریوں اور ماہواری کے بند ہوجانے کی تکالیف اور ترتیب سے آنے کے لئے مفید ہے۔

(۸)......گٹھیا، عرق النسا اور نقرس کے دردوں میں مفید ہے۔

(۹)......فشارِ خون میں آرام پہنچاتا ہے۔

(۱۰)......کندھوں، سینہ اور پیٹھ کے درد میں مفید ہے۔

(۱۱)......کاہلی، سُستی اور زیادہ نیند آنے کی بیماریوں میں مفید ہے۔

(۱۲)...... ناسور (Ulcers) دنبل (Furuncles)، مُہاسوں (Pinmples) اور خارش میں مفید ہے۔

(۱۳)...... دل کے غلاف (Pericalrdits) اور ورمِ گُردہ مُہاسوں (Nephritis) میں مفید ہے۔

(۱۴)......زہر خورانی میں مفید ہے۔

(۱۵)......مواد بھرے زخموں کے لئے مفید ہے۔

(۱۶)......اِلرجی میں مفید ہے۔

(۱۷)......جسم کے کسی حصہ میں درد ہو تو اس جگہ لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

(۱۸)......صحت یاب لوگ بھی کراسکتے ہیں، کیونکہ یہ سنت ہے، اور اس میں بیماریوں سے روک ہے۔

کسی بھی علاج سے بعض مریضوں کو مکمل فائدہ ہوتا ہے، بعض کو کم اور بعض کو عارضی فائدہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ شفا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ مندرجہ ذیل امراض میں حجامہ سے اکثر مریضوں کو افاقہ ہوا۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

(۱)...... خاص طور پر دردِ سر (۲)...... ٹینشن کی وجہ سے دردِ سر (۳)...... ڈپریشن

(۴)......شقیقہ (Migraine) (۵)...... کندھوں کا درد (۶)...... گردوں کا درد

(۷)......بلڈ پریشر (۸)...... سر میں چکر آنا (۹)...... کان کے اندر آوازیں آنا

(۱۰)......کمر کا درد (۱۱)......عرق النسا (۱۲)......ایڑھی کا درد (۱۳)...... ٹانگوں کا درد

(۱۴)......نفسیاتی مرض (۱۵)......سحر (جادو) (۱۶)...... برص کی بیماری میں افاقہ ہوتا ہے

(۱۷)......گھٹنوں کا درد (۱۸)......الرجی (۱۹)......کسی بھی مقام پر درد ہو، وہاں حجامہ لگایا جائے، انتہائی مفید ہے (الحجامہ، صفحہ ۵۷، ۵۸)

حجامہ کا انسان کے چہرہ اور رنگ پر بہترین اثر ہوتا ہے، گالوں پر بھی حجامہ کیا جاسکتا ہے، بلکہ چہرہ کے کسی بھی حصہ پر کیا جاسکتا ہے، لیکن کٹ بہت ہی ہلکے ہونے چاہئیں، اور اس پر فوراً شہد لگا دینا چاہئے، چہرے کی جھریوں اور کھال لٹک جانے کی صورت میں بھی حجامہ کافی حد تک مؤثر ہے (ایضاً، صفحہ ۱۶۸)

حجامہ کسی ماہر و تجربہ کار معالج سے کرایا جائے

حجامہ، کیونکہ علاج کا ایک طریقہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نازک علاج بھی ہے، جس میں کوتاہی سے بعض اوقات فائدہ کے بجائے نقصان بھی ہوجاتا ہے، اس لئے حجامہ کسی ماہر و مستند معالج اور تجربہ کار شخص سے ہی کرانا چاہئے۔

حجامہ بذاتِ خود ایک غیر مضر طریقۂ علاج ہے، چنانچہ ماہرِ حجامہ جناب ڈاکٹر امجد احسن علی صاحب لکھتے ہیں کہ:

الحمدللہ! بغیر کسی مضرات (Side Effects) کے ہم نے پچھلے دس سالوں میں ہزاروں مریضوں کو حجامہ لگائے ہیں (الحجامہ، مقدمہ، صفحہ ۳)

لیکن اگر حجامہ کرنے والا اناڑی اور ناتجربہ کار ہو، تو پھر نقصان ظاہر ہونے پر حجامہ کرنے والے کی کوتاہی کہلائے گی، نہ کہ حجامہ کی۔

چنانچہ ڈاکٹر شایان احمد صاحب (کراچی) لکھتے ہیں کہ:

جسمانی امراض کے لئے حجامہ بھی دیگر علاجوں کی طرح ایک علاجِ نبوی ہے، جس میں معالج کو مکمل مہارت کے ساتھ ساتھ غذائے نبوی اور دوائے نبوی کی معلومات ہونی چاہئے، انگلینڈ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155507530

میں پاکستان کی طرح حجامہ بہت عام ہوتا جارہا ہے، لیکن صرف کوالیفائیڈ ڈاکٹرز کو حجامہ کرنے کا اختیار ہے، جب کہ ہمارے ہاں چوکیدار اور ڈرائیور قسم کے لوگ بھی حجامہ کرکے نوٹ چھاپ رہے ہیں، اس لئے حجامہ کرانے سے قبل تسلی ضرور کرلی جائے کہ ڈاکٹر قابل ہو، اور حفظانِ صحت کے تمام اصول وہاں لاگو ہوں، اگر حجامہ حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق کروایا جائے تو کوئی مضر اثرات مرتب نہیں ہوتے (ماہنامہ ''الفاروق''، کراچی، صفحہ ۵۹، صفر ۱۴۳۵ھ، دسمبر 2013ء)

حجامہ کس مقام پر کیا جائے؟

ہر قسم کی بیماری کے لئے شریعت کی طرف سے حجامہ کا کوئی مخصوص مقام مقرر نہیں کیا گیا، جس کی پابندی ہر ایک کے لئے ضروری ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جسم کے مختلف حصوں پر حسبِ ضرورت حجامہ کرایا ہے، اور حجامہ عام طور پر جسم کے ان حصوں پر کیا جاتا ہے، جہاں درد وغیرہ کی شکایت ہو، مثلاً اگر کسی کے سر میں درد ہے، تو اس کے سر میں حجامہ کیا جاتا ہے، اور اگر گھٹنوں میں درد ہے، تو گھٹنوں پر حجامہ کیا جاتا ہے، اور اگر پاؤں میں درد ہے، تو پاؤں پر حجامہ کیا جاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

حجامہ کے لئے درکار اشیاء

حجامہ کے لئے مندرجہ ذیل اشیاء درکار ہوتی ہیں۔

(۱)...... نئے دستانے، جو ڈاکٹر حضرات مریض کے جسم کو چیک کرنے یا آپریشن وغیرہ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

(۲)......خون وغیرہ صاف کرنے کے لئے روئی یا ٹشو پیپر۔

(۳)......کٹ لگانے کے لئے صاف ستھرا نیا اور اچھا بلیڈ۔

(۴)...... بدن کے حصہ پر خون جذب کرنے کے لئے مخصوص صاف ستھرا گلاس، جو دوسرے مریض کے لئے استعمال نہ کیا گیا ہو (ماخوذ ''الحجامہ''، صفحہ ۵۸، بتغیر)

ملحوظ رہے کہ کئی احادیث میں حجامہ کے لئے چیرا لگانے کے الفاظ آئے ہیں، جن کے پیشِ نظر راجح یہی ہے کہ حجامہ کا اصل طریقہ وہ ہے، جس میں جلد پر چیرا یا کٹ لگایا جائے، اور اس کے علاوہ آج کل جو دوسرے طریقے حجامہ کے عنوان سے رائج ہیں، جن میں جلد پر چیرا نہیں لگایا جاتا، مثلاً خشک حجامہ (Dry

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

Cupping)ان سے مسنون حجامہ کے اصل مقاصد وفوائد حاصل نہیں ہوتے ،جس کا ذکر احادیث کے ضمن میں پہلے گزر چکا ہے۔ [۱]

حجامہ لگانے کا طریقہ اور متعلقہ ہدایات

حجامہ لگانے کا طریقہ اور متعلقہ ہدایات وآداب، جو اہلِ علم، اطباء وماہرین نے بیان فرمائے ہیں، وہ ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱)......حجامہ کے وقت آیت الکرسی پڑھنا مستحب ہے، جس کا احادیث میں ذکر آیا ہے کہ اس کے پڑھنے کی برکت سے حجامہ سے فائدہ ہوتا ہے۔ [۲]

(۲)......مریض کو کسی تخت یا فرش وغیرہ پر آرام سے لٹادیں، یا کسی چیز پر سہارا دے کر بٹھادیں۔

حجامہ کرتے وقت مریض کو کھڑا نہ کیا جائے، اور نہ ہی ایسی کرسی وغیرہ پر بٹھایا جائے، جس میں مریض کو کوئی سہارا حاصل نہ ہو، کیونکہ بعض اوقات مریض کو حجامہ کے دوران غشی آنے اور اس کے نتیجہ میں گرنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

اور جس حصہ پر حجامہ کرنا ہے، اس حصہ سے کپڑا ہٹادیں۔

(۳)......حجامہ کرنے والے کو چاہئے کہ اپنے ہاتھوں پر مخصوص، صاف ستھرے اور نئے دستانے چڑھالے۔

(۴)......جس حصہ پر حجامہ کرنا ہے، اس مقام کو اچھی طرح صاف کرلیں، اور اگر وہاں غیر معمولی بال ہوں، جن کی وجہ سے مخصوص گلاس کا اس حصہ پر چپکنا دشوار ہو، تو اس مقام

---

[۱] چنانچہ ماہرِ حجامہ جناب ڈاکٹر امجد احسن علی صاحب لکھتے ہیں کہ:
Dry Cupping(خشک پچھنا) وہ ہے، جن کے اندر چیرا نہیں لگایا جاتا ہے، ہمارا تجربہ یہ ہے کہ یہ زیادہ مفید نہیں ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ شفاء کاٹنے والے بلیڈ کی دھار میں ہے(الحجامہ، صفحہ۶۲)

[۲] ویستحب أن یقرأ عند الحجامة آیة الکرسی قاله النووی فی شرح المهذب وقاله فی الأذکار قال النبی صلی الله علیه وسلم من قرأ آیة الکرسی عند الحجامة کانت منفعة حجامته (نزهة المجالس ومنتخب النفائس لعبد الرحمن بن عبد السلام الصفوری، ص ۱۳۴ و ص ۱۳۵، کتاب العقائد، باب فی فضل الجمعة ویومها ولیلتها وکرمها)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

سے بال کاٹ دیں۔

اگر بسہولت ممکن ہو، تو اس حصہ پر مخصوص کریم (5% Xylocaine) لگادیں، تاکہ بعد میں چیرے یا کٹ وغیرہ لگانے کی مریض کو تکلیف محسوس نہ ہو۔

(۵)......مخصوص گلاس کو حجامہ کئے جانے والی جگہ پر رکھ کر ہاتھ سے دبائیں، اور مخصوص پمپ وغیرہ دبائیں، تاکہ اندر کی آکسیجن ختم ہونے اور باہر کی ہوا کے دباؤ کی وجہ سے گلاس جلد پر چپک کر کھال کو اپنی طرف کھینچے، اور ارد گرد کا خون جذب ہو کر وہاں جمع ہوجائے۔

(۶)......گلاس کو اسی طرح چار، پانچ منٹ جِلد پر چپکا رہنے دیں، اور پھر انگلی کی مدد سے اسے الگ کردیں۔

(۷)......اس کے بعد جِلد کے اُبھرے ہوئے حصہ پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے بلیڈ سے ہلکے ہلکے چیرے یا کٹ لگادیں، لیکن یہ چیرے نسوں اور رگوں کے قریب نہ لگائیں۔

(۸)......جب بلیڈ کو اس کے غلاف سے نکالیں، تو اس کی دھار کو ہاتھ نہ لگے، اس معاملہ میں مکمل احتیاط سے کام لیں۔

(۹)......اس کے بعد ایک اور مرتبہ پھر اسی گلاس کو اس مخصوص کٹ لگی ہوئی جگہ پر چپکانے کے عمل کو دہرائیں، اور پمپ وغیرہ سے اس کو کھینچیں، تاکہ خون رِس رِس کر اس گلاس میں جمع ہونے لگے، اور چار، پانچ منٹ تک اسی طرح گلاس کو لگا رہنے دیں، یہاں تک کہ اس کے اندر خون جمع ہو کر جمنے لگے، پھر گلاس کو احتیاط کے ساتھ الگ کردیں۔

(۱۰)......حجامہ سے فارغ ہونے کے بعد متاثرہ مقام پر اصلی شہد یا دیسی مہندی یا پائیوڈین وغیرہ لگادینی چاہئے، تاکہ چیروں کا اثر جلد ختم ہوجائے۔

(۱۱)......بہتر ہے کہ حجامہ انہی دنوں میں لگایا جائے، جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائے ہیں، یعنی چاند کی ۱۷، ۱۹، اور ۲۱ تاریخ کو، تاہم ضرورت کے وقت کسی اور دن بھی لگایا جاسکتا ہے۔

(۱۲)......کھانے پینے کے بعد فوراً حجامہ سے پرہیز کیا جائے، اگر مریض نے کچھ کھایا پیا ہو، تو اس کے کچھ وقت گزرنے کے بعد حجامہ کرنا چاہئے۔

Idara Ghufran

(۱۳)......حجامہ کا عمل مکمل ہو جانے کے بعد دستانے، ریزر بلیڈ اور گلاس کو احتیاط کے ساتھ ضائع کر دیں، اور انہیں دوبارہ ہرگز استعمال نہ کریں۔

اور اس چیز کا خاص اہتمام کیا جائے کہ بلیڈ، دستانے، ٹشو پیپر اور گلاس وغیرہ جو کسی اور مریض کے لئے استعمال کیا جا چکا ہے، اس کو کسی دوسرے فرد پر استعمال نہ کیا جائے، کیونکہ ایسا کرنے سے ہیپاٹائٹس B اور C اور ایڈز وغیرہ جیسی بیماریوں کا خطرہ ہوتا ہے، حجامہ لگانے کے لئے کئی قسم کے ناقص آلات بازاروں میں دستیاب ہیں، ایسے آلات بہت خطرناک ہیں، لہٰذا انہیں استعمال کرنے سے قطعی طور پر گریز کیا جائے (ماخوذ ''الحجامہ''، صفحہ ۵۸ تا ۶۰ بتغیر واضافہ)

ماہرِ حجامہ ڈاکٹر امجد احسن علی صاحب لکھتے ہیں کہ:

(۱)......کمزور اور بہت زیادہ دبلے افراد حجامہ نہ لگوائیں۔

(۲)......معمر افراد جو کہ بہت کمزور ہیں، اس وقت تک حجامہ نہ لگوائیں، جب تک اشد ضرورت نہ ہو۔

(۳)......پانی کی کمی کا شکار (Dehydration) بچوں کو حجامہ نہ لگوائیں۔

(۴)......جگر کے شدید امراض میں مبتلا اشخاص کو حجامہ نہ لگوائیں۔

(۵)......اسقاط کی مریضہ حجامہ نہ لگوائے۔

(۶)......غسل کے فوری بعد حجامہ نہ لگوائیں۔

(۷)......قے ہو جانے کے فوری بعد حجامہ نہ لگوائیں۔

(۸)......گردے کی صفائی کروانے والے مریض حجامہ کسی طبیب کے مشورہ سے لگوائیں۔

(۹)......دل کا (Valve) تبدیل کروانے والے حضرات حجامہ نہ لگوائیں، البتہ کسی ماہر کی نگرانی میں ایسا کر سکتے ہیں۔

(۱۰)......حجامہ لگوانے کے فوری بعد (ایک گھنٹے تک) کچھ کھانے سے احتراز کریں۔

(۱۱)...... گھٹنے پر سوجن ہونے کی صورت میں حجامہ اس کے اوپر نہیں، بلکہ ہٹا کر لگانا چاہئے۔

(۱۲)......پیر کی رگیں سوجی ہوں، تو حجامہ اس حصہ سے دور لگائیں، اور بہت زیادہ احتیاط

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 00925155075 30

کریں۔

(۱۳)......(Hemophilia) اور خون کی بیماریوں میں جن میں خون رکتا نہیں، چیرا لگا کر حجامہ نہیں لگانا چاہئے (اس فن کے ماہرین اس کا علاج کر سکتے ہیں)

(۱۴)......کم فشار (Low Blood Pressure) کے مریضوں کی صورت میں کمر کے قریب ریڑھ کی ہڈیوں کے قریب حجامہ نہیں لگوانا چاہیے، حجامہ وقفہ وقفہ سے لگانا چاہئے، ایک ہی وقت میں ایک یا دو سے زیادہ حجامہ نہیں لگانا چاہئے۔

(۱۵)......خون کی کمی کے مریضوں کے ایک کے بعد دوسرا حجامہ لگاتے وقت ان کی جسمانی کیفیت اور قوتِ برداشت کو مدِ نظر رکھنا چاہئے، بے ہوشی کی حالت میں حجامہ کے تمام آلات ہٹالیں، اور مریض کو میٹھا مشروب پلائیں۔

(۱۶)......کسی نئے مریض کو حجامہ لگانے سے پہلے اسے نفسیاتی طور پر تیار کر لینا چاہئے، ایسا کرنے کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسے کسی دوسرے مریض کو حجامہ لگتے دکھائیں، اور حجامہ کے فوائد پر روشنی ڈالیں۔

(۱۷)......حاملہ عورت کو ابتدائی تین مہینوں میں حجامہ نہیں لگانا چاہئے۔

(۱۸)......حجامہ لگانے سے قبل مریض سے اس کی مندرجہ ذیل بیماریوں کے بارے میں تحقیق کر لیں، ذیابیطس، دل کے امراض، جگر کے امراض، سرطان، رباط کی ٹوٹ پھوٹ (Ligament Ruptur) اور گھٹنوں کا ورم۔

(۱۹)......عورت کے لئے حجامہ لگانے والا محرم ہو یا پھر کوئی اور عورت حجامہ لگائے، بصورتِ مجبوری مرد بھی لگا سکتا ہے۔

(۲۰)......خون کا عطیہ دینے والے کو فوراً حجامہ نہیں لگانا چاہئے، بلکہ دو تین دن بعد لگائیں۔

(۲۱)......نشہ آور ادویات کھانے والے کو حجامہ نہیں لگانا چاہئے، جب تک وہ ان کا استعمال ترک نہ کردے، اسی طرح خوف زدہ شخص کو بھی حجامہ نہ لگائیں، جب تک کہ وہ پرسکون نہ ہو جائے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

(۲۲)......اگر کسی مریض نے دل میں (Pace Maker) لگوا رکھا ہے، تو اس کے دل پر حجامہ نہ لگائیں۔

(۲۳)......خون کو پتلا کرنے والی ادویات (Asprin,Clopidogret,Wafarin) استعمال کرنے والے مریض کو حجامہ نہ لگوائیں، جب تک ان ادویات کو چھوڑ نہ دیں، اور خون اپنی اصل حالت میں نہ آ جائے۔

(۲۴)......(Diabetes) کے مریض کو جب حجامہ لگانا ہو، تو اس صبح اس کی شکر (شوگر) ٹیسٹ کرلیں، شوگر تقریباً 100mg ہونی چاہئے، اور چیرے بالکل ہلکے لگائیں (''الحجامہ''، صفحہ ۶۰، ۶۱)

حجامہ کتنی مرتبہ لگایا جائے؟

حجامہ کے لئے شریعت کی طرف سے ایک یا زیادہ مرتبہ کی تعداد مقرر نہیں کی گئی، بلکہ اس کا دار ومدار ضرورت اور مرض کی نوعیت پر ہے، بعض اوقات ایک مرتبہ کے حجامہ سے شکایت رفع ہو جاتی ہے، اور بعض اوقات ایک سے زیادہ مرتبہ حجامہ کی ضرورت پیش آتی ہے، بعض ماہرین نے فرمایا کہ عام حالات میں سال کے اندر ایک دو مرتبہ حجامہ مناسب ہے، اور ضرورت پڑنے پر اس سے زیادہ مرتبہ بھی حجامہ میں حرج نہیں، اور ضرورت کے وقت ایک سے دوسرے حجامہ کے دوران دو ہفتے یا مہینہ بھر یا پھر اس سے زیادہ کا وقفہ رکھا جاتا ہے، جس کی تعیین وتجویز مریض کی نوعیت کو دیکھ کر ماہر طبیب ہی کرسکتا ہے، جسے حجامہ کا تجربہ اور اس کی مہارت ہو۔

ڈاکٹر شایان احمد صاحب (کراچی) جو International Cupping Society برطانیہ کے ممبر ہیں لکھتے ہیں کہ:

ایک عرصہ کے تجربات کی روشنی میں دردوں میں حجامہ کے ذریعے علاج کرانے والے مریضوں کو چند باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱)......فوری درد یعنی Acate Pain کے کیسز (Cases) میں تین سے چار دفعہ اور پرانے دردوں یعنی Chronic Pain میں سات سے بارہ دفعہ میں عمومی طور پر مکمل شفا ہو جاتی ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

(۲)......حجامہ سے دو دن قبل تمام درد کم کرنے والی گولیوں کا استعمال ترک کردیں۔

(۳)......کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ پہلے حجامہ کے بعد درد بجائے کم ہونے کے بڑھ جاتا ہے، اس میں پریشان نہ ہوں، بلکہ مستقل مزاجی سے حجامہ کرواتے رہیں۔

(۴)...... پرانے دردوں میں شروع کے ایک دو Sessions میں درد بالکل غائب ہوجاتا ہے، جس سے مریض یہ تصور کرلیتا ہے کہ اب وہ بالکل ٹھیک ہوگیا، لیکن چند دن بعد وہ درد دوبارہ عود کرآتا ہے، جس سے مریض مایوس ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد طبیب پر بھروسہ کرتے ہوئے پابندی سے حجامہ کرواتے رہیے، ان شاء اللہ شفائے کاملہ نصیب ہوگی۔

(۵)......حجامہ سے درد کا مادہ نکل جاتا ہے، لیکن دوبارہ وہ نہ بنے، اس کے لئے بتائے ہوئے پرہیز پر سختی سے عمل کرنا ضروری ہے، حق تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ان اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے، یہ سنت علاج کروایا جائے، تو ان شاء اللہ یقینی شفا کے ساتھ ساتھ ثواب بھی حاصل ہوگا (ماہنامہ "الفاروق"، کراچی، صفحہ ۶۰، صفر ۱۴۳۵ھ، دسمبر 2013ء)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

r ......۱۰/۱۷/۲۴محرم الحرام،اور۲/۹/۱۶/صفر المظفر ،متعلقہ مساجد میں جمعہ کے وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

r ......۱۹/۲۶/محرم اور۴/۱۱/۱۸/صفر،اتوار کودن دس بجے ہفتہ وار اصلاحی مجلس حسبِ معمول منعقد ہوتی رہی،انہی تاریخوں میں (علاوہ صفر کے)بعدعصر کی ہفتہ وار اصلاحی مجلس برائے طلبۂ کرام بھی حسبِ معمول منعقد ہوتی رہیں۔

r ......۱۵/محرم الحرام،بروز بدھ،جناب مولانا محمد سہیل صاحب (لاہور)اور مولانا زکریا اشرف صاحب (اسلام آباد)ادارہ میں تشریف لائے،بعدظہر حضرت مدیر صاحب سے مختلف علمی امور پر گفتگو ہوئی۔

r ......۲۱/محرم،منگل،مولانا عبدالسلام صاحب اور بندہ امجد،مولانا اشرف علی صاحب زیدمجدہم (مہتمم ، دارالعلوم تعلیم القرآن)کے ہاں پرانا قلعہ میں سانحۂ راولپنڈی کے سلسلہ میں افسوس اور تعزیت کے لئے گئے۔

r ......یکم/صفر،بعدنمازِ عشاءادارہ کے استاد مولانا طلحہ مدثر صاحب کا حضرت مدیر صاحب کی بھتیجی (جناب فرقان صاحب کی بیٹی)سے نکاح ورخصتی ہوئی،اس سے دودن پہلے منگل کے دن ان کے بڑے بھائی مولانا عبدالوہاب صاحب (استاد ادارہ غفران)بھی رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے،جمعہ۲صفر بعدعشاء ان دونوں حضرات کے ولیمہ میں مدیر صاحب اور ادارہ کے اساتذۂ کرام شریک ہوئے۔

r ......۳/صفر بروز ہفتہ تا۷صفر،بروز بدھ،تعلیمی شعبہ جات میں سہ ماہی امتحانات ہوئے،جمعرات ۸/صفر کو تعلیمی شعبہ جات میں تعطیل دی گئی۔

r ......۷/صفر،بروز پیر،جناب حاجی شوکت محمود صاحب (پنڈی ٹینٹ سروس،راولپنڈی)کے گھر حضرت مدیر صاحب اور ارکانِ ادارہ عشائیہ پر مدعو تھے۔

r ......۱۵/صفر،جمعرات،۱۲بجے دوپہر،حضرت مدیر صاحب اور ارکانِ ادارہ،تفریح کے لئے ایک قریبی پارک میں گئے،جہاں کچھ تفریحی امور کے علاوہ ماکولات ومشروبات سے بھی محظوظ ہوئے،اورظہر اور عصر کی نمازیں بھی وہیں پرادا کیں،بعدعصر واپسی ہوئی۔

r ......۱۷/صفر،بروز ہفتہ،بعدنمازِ عشاء،مولانا عبدالسلام صاحب (ناظم ماہنامہ''التبلیغ'') کی طرف سے ماہنامہ کے ایک اور سال کی تکمیل کے موقع پر حسبِ سابق شکرانہ کی دعوت وضیافت کا اہتمام ہوا،جس میں مدیر صاحب کے علاوہ ادارہ کے ارکان وکارکنان اور غفار الحق صاحب،انیس احمد صاحب،عبدالوحید صاحب،جناب فرقان خان وعدنان خان صاحبان بھی شریک ہوئے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

اخبارِ عالم C C @ حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

? 14/نومبر/2013ء، بمطابق ۹/محرم الحرام/1435ھ: پاکستان: پنجاب 30، سندھ 18 جنوری، سپریم کورٹ نے بلدیاتی الیکشن کی نئی تاریخوں پر کرانے کی منظوری دے دی ? 15/نومبر: پاکستان: قومی وطن پارٹی خیبر پختونخوا حکومت سے علیحٰدہ ہوگئی، تحریکِ انصاف کی کرپشن بے نقاب کرنے کا اعلان ? 16/نومبر: پاکستان: (تعطیلِ اخبارات) ? 17/نومبر: پاکستان: راولپنڈی، دو گروپوں میں تصادم، 9 جاں بحق، کرفیو نافذ، ملتان، چشتیاں میں بھی ہنگامے، فوج طلب ? 18/نومبر: پاکستان: راولپنڈی، جاں بحق ہونے والے 3 افراد کی لیاقت باغ میں نمازِ جنازہ، کرفیو ختم، تحقیقاتی کمیشن قائم، موبائل فون سروس بھی بحال ? 19/نومبر: پاکستان: کوہاٹ، دو گروپوں میں فائرنگ، 3 افراد جاں بحق، کرفیو نافذ، راولپنڈی میں پھر کشیدگی، مظاہرے ? 20/نومبر: پاکستان: مشرف پر غداری کا مقدمہ چلانے کے لئے خصوصی عدالت قائم ? 21/نومبر: پاکستان: راولپنڈی، مدرسہ، دوکانوں کی تعمیر کے لئے 24 کروڑ جاری، بیسیوں گرفتاریاں ? 22/نومبر: پاکستان: خیبر پختونخوا میں پہلا ڈرون حملہ، 6 جاں بحق، 8 زخمی، ہنگو میں علی الصبح مدرسہ مفتاح القرآن کو نشانہ بنایا گیا ? 23/نومبر: پاکستان: کراچی میں یکے بعد دیگرے دو دھماکے، صحافی اور بچے سمیت 9 جاں بحق ? 24/نومبر: پاکستان: ڈرون حملوں کے خلاف پشاور میں دھرنا، آج سے نیٹو سپلائی بند ? 25/نومبر: ایران ایٹمی ہتھیار نہیں بنائے گا، عالمی طاقتوں سے معاہدہ طے ? 26/نومبر: پاکستانی ڈرون براق اور شہپر مسلح افواج کے حوالے ? 27/نومبر: پاکستان: لگتا ہے ملک میں متوازی حکومت کام کر رہی ہے، 35 لاپتہ افراد کل پیش کئے جائیں، ورنہ وزیرِ دفاع خود حاضر ہوں، چیف جسٹس ? 28/نومبر: پاکستان: جنرل راحیل شریف، آرمی چیف مقرر، جنرل راشد، چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی، تصدق جیلانی چیف جسٹس ہوں گے ? 29/نومبر: پاکستان: نئے منصوبے شروع کرنے پر سرمائے کی چھان بین نہیں ہوگی، نواز شریف کا ٹیکس ریلیف پیکیج ? 30/نومبر: پاکستان: کیانی نے فوج کی کمان جنرل راحیل کے حوالے کردی ? یکم/دسمبر: پاکستان: پشاور میں پولیو ٹیم کے محافظوں پر فائرنگ، پولیس اہل کار جاں بحق، دوسرا زخمی ? 02/دسمبر: تھائی لینڈ، سیاسی بحران شدت اختیار کر گیا، وزیراعظم اور اپوزیشن مذاکرات ناکام، مظاہرے، جھڑپیں، 4 ہلاک 57 زخمی ? 03/دسمبر: پاکستان: سپریم کورٹ آٹا 48 روپے کلو ملنے پر برہم، قیمتیں کنٹرول کرنے کا حکم ? 04/دسمبر: پاکستان: کراچی، فائرنگ سے وحدت مسلمین کے رہنما سمیت 15 جاں بحق ? 05/دسمبر:

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530

امریکہ نے طورخم کے راستے نیٹو سپلائی معطل کر دی ? 06/دسمبر: پاکستان: لاپتہ افراد کیس، آئی جی ایف سی کو توہینِ عدالت کا نوٹس ? 07/دسمبر: پاکستان: لاہور، اہل سنت والجماعت، پنجاب کے صدر مولانا شمس الرحمان معاویہ قاتلانہ حملے میں جاں بحق ? 08/دسمبر: پاکستان: بلوچستان کے بلدیاتی انتخابات میں حکومتی اتحاد کو برتری ? 09/دسمبر: بھارت، 4 ریاستوں میں کانگریس کو بدترین شکست، بی جے پی نے میدان مار لیا ? 10/دسمبر: پاکستان: پنجاب میں سی این جی سٹیشنز، صنعتوں، پاور سیکٹر کو آج سے گیس کی فراہمی بند ? 11/دسمبر: بحیرہ مردار کو سوکھنے سے بچانے کے لئے اسرائیل، اردن اور فلسطین میں معاہدہ طے پا گیا، بحیرہ احمر سے پائپ لائن کے ذریعہ پانی بحیرہ مردار میں ڈالا جائے گا ? 12/دسمبر: پاکستان: باوقار بحالی، متنازعہ رخصتی، جسٹس افتخار چوہدری کا عہد تمام ہوا، چیف جسٹس تصدق جیلانی نے حلف اٹھالیا ? 13/دسمبر: پاکستان: جی ایس پلس کا درجہ مل گیا، یورپ نے پاکستان کو ڈیوٹی فری رسائی دے دی ? 14/دسمبر: پاکستان: غداری کیس میں مشرف 24 دسمبر کو طلب، خصوصی عدالت نے حکومتی شکایت درج کرنے کی منظوری دے دی ? 15/دسمبر: پاکستان: وزیر اعظم نے آئندہ سال مردم شماری کا حکم دے دیا، ادارہ شماریات کو تیاریوں کی ہدایت ? 16/دسمبر: جنوبی افریقہ کے رہنما نیلسن منڈیلا کی سرکاری اعزاز کے ساتھ آبائی علاقے میں تدفین، عالمی رہنماؤں سمیت ہزاروں افراد کی شرکت ? 17/دسمبر: پاکستان: صنعتوں کو دو دن گیس دی جائے، نواز شریف، بجلی کی سپلائی بھی بڑھانے کی ہدایت ? 18/دسمبر: پاکستان: راولپنڈی، امام بارگاہ کے قریب خودکش دھماکہ، سب انسپکٹر سمیت 3 افراد جاں بحق، 15 زخمی ? 19/دسمبر: پاکستان: شمالی وزیرستان، چیک پوسٹ پر خودکش حملہ، 5 اہل کار جاں بحق، 43 زخمی ? 20/دسمبر: پاکستان: اقوامِ متحدہ میں ڈرون حملوں کے خلاف متفقہ قرارداد منظور، فوری معاہدے ضروری ہیں، غیر متعلقہ افراد کو نشانہ بنایا جائے اور نہ ہی ان کا ضرورت سے زیادہ استعمال کیا جائے، شکایات کی تحقیقات کی جائیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com ph: 0092515507530